محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب امیر جماعت امریکہ اور ممبران احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن اپنے
آقا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہمراہ ۔ جلسہ سالانہ ۹۴ء کے موقعہ پر لیا گیا گروپ فوٹو

The **Ahmadiyya Gazette** and **Annoor** are published by the **Ahmadiyya Movement in Islam, Inc.**
15000 Good Hope Road • Silver Spring, MD 20905 • Tel: (301) 879-0110
Printed and distributed by the Malook Enterprises, Inc., Michigan

NON-PROFIT
U.S. POSTAGE
PAID
FLINT, MI
PERMIT NO. 88

Ahmadiyya Movement in Islam, Inc.
P. O. Box 190496
Burton, MI 48519

جلسہ سالانہ ۹۶ء کے موقعہ پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نماز پڑھانے کیلئے مسجد بیت الرحمٰن میں داخل ہو رہے ہیں ۔

جلسہ سالانہ ۹۶ء کے موقعہ پر نماز کے بعد دستی بیعت کا منظر ۔

قرآن مجید

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَـيْـــًٔا ۭ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسبِ حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنا دیگا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا تھا۔ اور جو دین اس نے ان کے لیے پسند کیا ہے وہ ان کے لیے اسے مضبوطی سے قائم کردیگا اور اُن کے خوف کی حالت کے بعد وہ ان کے لیے امن کی حالت تبدیل کردے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دیئے جائیں گے۔

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝

اور تم سب نمازوں کو قائم کرو اور زکوٰتیں دو، اور اس رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝

اور اے مخاطب کبھی خیال نہ کر کہ کفار زمین میں ہمیں اپنی تدبیروں سے عاجز کردیں گے اور ان کا ٹھکانا تو دوزخ ہے اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے۔ ع

حدیث

تَكُوْنُ النُّبُوَّةُ فِيْكُمْ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا عَاضًا فَتَكُوْنُ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا جَبْرِيَّةً فَتَكُوْنُ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ سَكَتَ۔ (مسند احمد جلد ۵ صفحہ ۴۰۴)

ترجمہ:۔ یعنی اے مسلمانو! تم میں یہ نبوّت کا دور اُس وقت تک قائم رہے گا جب تک کہ خدا چاہے گا کہ وہ قائم رہے۔ اور پھر یہ دور ختم ہو جائے گا۔ اس کے بعد خلافت کا دور آئے گا جو نبوت کے طریق پر قائم ہوگی۔ (اور گویا اس کا تتمہ ہوگی) اور پھر کچھ وقت کے بعد یہ خلافت بھی اُٹھ جائے گی۔ اس کے بعد کاٹنے والی (یعنی لوگوں پر ظلم کرنے والی) بادشاہت کا دور آئے گا۔ اور پھر کچھ عرصہ کے بعد یہ دور بھی ختم ہو جائے گا اس کے بعد جبری حکومت کا دور آئے گا۔ اور پھر یہ حکومت بھی اُٹھ جائے گی۔ اس کے بعد پھر دوبارہ خلافت کا دور آئے گا جو ابتدائی دور کی طرح نبوّت کے طریق پر قائم ہوگی۔ اس کے بعد راوی کہتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔

ایڈیٹر:۔ ظفر احمد سرور

نائبین:۔ سید منعم احمد فرخ
میاں محمد اسماعیل وسیم
عبد الشکور احمد

اپریل، مئی، جون ۱۹۹۶
شہادت، ہجرت، احسان ۱۳۷۵ ہش

سب سے خطرناک بت

جھوٹ کا قول، جھوٹ کی عبادت ہے

اب وقت ہے کہ ہر سمت سے اس کے خلاف مہم چلائی جائے

(خلاصہ خطبہ جمعہ، ۳ مئی ۱۹۹۶ء)

لندن [۳ مئی]: سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے سورہ الحج کی آیات ۲۸ تا ۳۱ کی تلاوت فرمائی اور پھر ایم ٹی اے کی نشریات جس نئے سیٹلائٹ پر نئے رخ سے نشر ہو رہی ہیں اس کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ ہم نے جو ایم ٹی اے کی نشریات کے لئے نیا رخ بدلا ہے اس سیٹلائٹ پر گندے پروگرام چلتے ہی نہیں۔ یہ وہ سیٹلائٹ سسٹم ہے جس پر صرف اہم سنجیدہ پروگرام چلتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے ہمیں اس ڈائریکشن سے، اس قبلہ سے بدل دیا ہے جس پر بعض دوسرے ٹی وی سٹیشنوں پر گندے پروگرام آتے تھے۔ پس یہ بہت اہم اور بابرکت تبدیلی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اس کا ایک اور بھی فائدہ ہوا ہے کہ جب بھی قبلہ تبدیل ہو تو کچھ لوگ جو کسی اعلیٰ مقصد سے وابستہ نہیں ہوتے بلکہ محض رسمی طور پر اس کی طرف مونہہ کئے ہوئے ہوتے ہیں تو اس وقت وہ لوگ پیچھے رہ جاتے ہیں اور ننگے ہو جاتے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ آج کے خطبہ کا مضمون تحویل قبلہ کے سایہ کے تلے ہے۔ قرآن فرماتا ہے کہ جب تحویل قبلہ کی گئی تو ایک مقصد یہ تھا کہ جن کے نفس بیمار ہیں وہ الگ ہو جائیں اور جو اخلاص میں کامل ہیں ان کے لئے قبلہ کی تبدیلی ذرا بھی تکلیف کا موجب نہیں ہوتی۔

حضور نے یہ ذکر فرماتے ہوئے کہ بعض لوگ رات رات بھر انڈین فلمیں دیکھتے ہیں فرمایا کہ ہندوستانی فلمیں گندی اور ادب و شعریت کو ختم کرنے والی اور ایسے توہمات کو پیدا کرنے والی ہیں جو توحید کا کچھ بھی باقی نہیں رہنے دیتیں۔ حضور نے فرمایا کہ اللہ کے فضل سے جماعت کی اکثریت کا اس پہلو سے قبلہ درست ہی ہے اور وہ ان لغویات میں ملوث نہیں ہیں لیکن جن کا قبلہ ٹیڑھا ہے انہوں نے بہت ہی خطرناک اقدام کئے ہیں۔ بعض گھر ڈش انٹینا کے ذریعہ دن رات ہندوستانی فلموں میں مگن رہتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ گندگی، بےحیائی و بے غیرتی نئی نسل کا طرہ امتیاز بنتا جا رہا ہے یہاں تک کہ یہ لوگ اعلیٰ درجہ کے لٹریچر سے بھی بے بہرہ ہو گئے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ قرآن کریم نے فرمایا تھا کہ "فاجتنبوا الرجس من الاوثان" رجس کو ترک کرو اور خاص طور پر ایسے رجس سے بچو جو لازماً بتوں کی طرف لے جائے گا اور جھوٹ سے بچو۔ حضور نے فرمایا کہ ہندوستانی فلموں کی پرستش کے نتیجہ میں ان ایکٹروں، ایکٹرسوں کی پرستش شروع ہو چکی ہے اور ایسے لوگ ان کی تصویریں اپنے کمروں میں سجاتے اور ان کے ہمرنگ ہونے کی تمنا رکھتے ہیں۔ اور ایسے رجحانات عوام میں تیزی سے پھیل رہے ہیں۔ حضور نے ایک اخباری خبر کے حوالہ سے بتایا کہ پاکستان میں مختلف سیٹلائٹ رابطوں کے ذریعہ جو متعدد ٹی وی چینل دیکھے جا سکتے ہیں ان میں سے قریباً ۳۶ ہندوستانی سٹیشن ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ ایک طرف مولویت ہے جس کا سارا زور اس بات پر ہے کہ اس ٹی وی چینل (یعنی ایم ٹی اے) کو بند کر دیا جائے جو خدا کی بلاتا ہے اور کہتے ہیں کہ جب تک اس کو نہیں مٹائیں گے ہمیں چین نہیں آئے گا۔ دوسری طرف سارا ملک دن رات ہندو ایکٹروں، ایکٹرسوں کی پرستش کرے اس کی انہیں ذرہ بھی پرواہ نہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اگر یہ حالت احمدی گھروں میں بھی داخل ہو جائے خواہ ہزاروں میں سے ایک میں بھی ہو تو یہ نہایت فکر انگیز بات ہے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ اللہ کا احسان ہے کہ دن بدن ایم ٹی اے کی طرف توجہ بڑھ رہی ہے خصوصاً بچوں کی اس میں دلچسپی غیر معمولی ہے۔ ایم ٹی اے بہت بڑا احسان ہے۔ ناممکن ہے کہ ہم اس کا اللہ کے حضور شکر کا حق ادا کر سکیں۔

حضور ایدہ اللہ نے پاکستان کی جماعتوں کو خصوصیت سے نصیحت فرمائی کہ جائزے لیں کہ کہاں کہاں اس پہلو سے توجہ کی ضرورت ہے اور ایسے کمزور لوگوں کو سمجھا کر بچانے کی کوشش کریں۔ حضور نے فرمایا جہاں رجس آ جائے وہاں ضرور بت پرستی آتی ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے ایم ٹی اے کے لئے دلچسپ پروگراموں کی تیاری کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ صرف تقریروں کے پروگرام نہیں چاہئیں۔ حضور نے فرمایا کہ مختلف ملکوں کی جغرافیائی، نباتاتی، معدنیاتی یا زندگی سے تعلق رکھنے والی ایسی خصوصیات جن سے فی ذاتہ انسان کو دلچسپی ہوتی ہے ان کو اس طرح پیش کرنا کہ ایک انسان خواہ اسے نیکی سے دلچسپی ہو یا نہ ہو چونکہ انسان کی عالمی دلچسپی ان چیزوں میں ہوتی ہے اس کی توجہ ان کی طرف پھر جاتی ہے۔ بیچ بیچ میں خالصۃً نیکی کی تلقین کے پروگرام بھی آتے رہیں تو رفتہ رفتہ ذوق درست ہو جائیں گے۔ اس کے لئے ذہین اور فدائی دماغوں کی ضرورت ہے۔ ہر ملک میں باقاعدہ نگرانی میں ایسے پروگرام بنیں جو کثرت کے ساتھ اپنے حالات کے ایسے پروگرام تیار کریں جن سے انسان کو بحیثیت انسان دلچسپی ہوتی ہے۔ مثلاً افریقہ ہے ان کے حالات، ان کے سابقہ رسم و رواج، کس طرح ان پر عیسائیت نے قبضے کئے، پھر کس طرح خدا نے احمدیت کے ذریعہ انہیں شرک کے چنگل سے نجات دلانے کی توفیق عطا فرمائی اور اس سلسلہ میں جو اعجاز ظاہر ہوئے ہیں ان کا بیان، یہ باتیں ان پروگراموں میں شامل کی جائیں۔

حضور نے فرمایا کہ ہم نے اپنے معاشرے کو جھوٹ سے پاک کرنا ہے۔ سب سے خطرناک بت جھوٹ کا قول، جھوٹ کی عبادت ہے۔ اب وقت ہے کہ ہر سمت سے اس کے خلاف مہم چلائی جائے اور سمجھا کر لوگوں کو اس گندگی سے نکالنے کی کوشش کریں اور بتائیں کہ لغویات سے منہ موڑو اور خدا نے جو زندگی بخش پاکیزہ پروگرام جاری کئے ہیں ان کی طرف متوجہ ہو یہ ایسا لطف دیں گے جو باقی رہنے والا ہے۔

ہے حسنؓ اور حسینؓ کا اسوہ
دِل میں اِک وہ جنوں سمایا ہے

ہم مسیحا کے متبع لاریب
نرگسِ سے یہ دِل چُرایا ہے

نعمتِ حق، قیادت طاہر
جذبۂ شوق کیا جگایا ہے

کس نے لبیک کی صدا دی ہے
دار پہ کون مسکرایا ہے

یہ جماعت خدا کے بندوں کی
ورنہ خوں میں کوئی نہایا ہے

ہے نگہباں خدائے عزّ و قدیر
پھر مقابل پہ کون آیا ہے

پھر مقدر میں جیت ہے سالک
بارہا ہم نے یہ بتایا ہے

(امین اللہ خان سالک)

اسلامی اصول کی فلاسفی

خلاصہ مضامین بطرز سوال و جواب

مولانا محمد صدیق ننگلی ، واقف زندگی

مکرم مولانا محمد صدیق صاحب ننگلی واقف زندگی ، سیکرٹری تعلیم ، جماعت احمدیہ ہمبرگ ، جرمنی نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی شہرہ آفاق کتاب " اسلامی اصول کی فلاسفی " کے مضامین کا خلاصہ بطرز سوال و جواب بڑی محنت سے مرتب کیا ہے ۔ جیسا کہ ہمارے قارئین کرام کو علم ہے کہ اس عظیم الشان تالیف کو ایک سو سال ہوگئے ہیں ۔ اور اس کے مضامین علمی ، تحقیقی اور روحانی قوت قدسیہ سے معمور ہیں ۔ اور یہ معرکۃ الآراء تصنیف اپنی نوعیت کی لاجواب کتاب ہے ۔ مولانا موصوف نے روحانی خزائن ، جلد دہم کے دیباچہ اور اسلامی اصول کی فلاسفی کے انڈکس کی روشنی میں یہ خلاصہ تیار کیا ہے جو 90 سوالات کے جوابات پر مشتمل ہے ۔ اور قارئین کرام کی سہولت کے لئے ہر جواب کے آخر پر انہوں نے روحانی خزائن ، جلد دہم کے صفحات بھی درج کر دئے ہیں ۔ اسلامی اصول کی فلاسفی کے مضامین کا یہ خلاصہ بطرز سوال و جواب احباب جماعت کے افادہ کے لئے قسط وار ہدیہ قارئین کیا جائے گا ۔انشاء اللہ

(ادارہ)

اسلامی اصول کی فلاسفی کے مضمون کا تعارف

سوال نمبر 1 : جلسہ مذاہب عالم کی تقریب کیسے پیدا ہوئی ؟

جواب : ایک صاحب سوامی سادھو شوگن چندر نامی جو تین چار سال تک ہندوؤں کی کائستھ قوم کی اصلاح و خدمت کا کام کرتے رہے تھے ۔ انہیں 1892ء میں یہ خیال آیا کہ جب تک سب لوگ اکٹھے نہ ہوں کوئی فائدہ نہ ہوگا ۔ آخر انہیں ایک مذہبی کانفرنس کے انعقاد کی تجویز سوجھی ۔ چنانچہ اس نوعیت کا پہلا جلسہ اجمیر میں ہوا ۔ اس کے بعد وہ 1896ء میں دوسری کانفرنس کے لئے لاہور کی فضا کو موزوں سمجھ کر اس کی تیاری میں لگ گئے ۔

(دیباچہ روحانی خزائن ، جلد 10 ، صفحہ 8)

سوال نمبر 2 : جلسہ کی اغراض کیا بیان کی گئی تھیں ؟

جواب : سوامی شوگن چندر صاحب نے کمیٹی کی طرف سے جلسہ کا اشتہار دیتے ہوئے مسلمانوں ، عیسائیوں اور آریہ صاحبان کو قسم دی کہ ان کے نامی علماء ضرور اس جلسہ میں اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان فرمائیں ۔ اور لکھا کہ جو جلسہ مذاہب کا بمقام لاہور ٹاؤن ہال قرار پایا ہے اس کی اغراض یہی ہیں کہ سچے مذہب کے کمالات اور خوبیاں ایک عام مجمع مہذبین میں ظاہر ہوکر اس کی محبت دلوں میں بیٹھ جائے اور اس کے دلائل اور براہین کو لوگ بخوبی سمجھ لیں ۔ اور اس طرح ہر ایک مذہب کے بزرگ واعظ کو موقع ملے کہ وہ اپنے مذہب کی سچائیاں دوسرے کے دلوں میں بٹھا دے اور سننے والوں کو بھی یہ موقع حاصل ہو کہ وہ ان سب بزرگوں کے مجمع میں ہر ایک تقریر کا دوسرے کی تقریر کے ساتھ موازنہ کریں اور جہاں حق کی چمک پاویں اس کو قبول کریں ۔

(ایضاً ۔ صفحہ 9)

سوال نمبر 3 : سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اس دعوت کا کیا جواب دیا تھا ؟

جواب : حضرت اقدس ؑ نے لکھا کہ :

" سوامی شوگن چندر صاحب نے اپنے اشتہار میں مسلمانوں اورعیسائیوں اور آریہ صاحبان کو قسم دی تھی کہ ان کے نامی علماء اس جلسہ میں اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں ضرور بیان فرماویں ۔ سو ہم سوامی صاحب کو اطلاع دیتے ہیں کہ ہم اس بزرگ قسم کی عزت کے لئے آپ کے منشا کو پورا کرنے کے لئے تیار ہوگئے ہیں اور انشاء اللہ ہمارا مضمون آپ کے جلسہ میں پڑھا جائے گا ۔ اسلام وہ مذہب ہے جو خداتعالیٰ کا نام درمیان میں آنے سے سچے مسلمان کو کامل اطاعت کی ہدایت فرماتا ہے ۔ "

(حاشیہ ۔ اشتہار 21 دسمبر 1896ء)

(ایضاً ۔ صفحہ 12)

سوال نمبر 4 : حضرت اقدس ؑ نے اپنے مضمون کے غالب آنے کے متعلق کیا لکھا تھا ؟

جواب : جلسہ کے انعقاد سے قبل حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے مضمون کے غالب رہنے کے متعلق اللہ تعالیٰ سے خبر پاکر ایک اشتہار 21 دسمبر 1896ء کوشائع کیا جس میں لکھا کہ :

" جلسہ اعظم مذاہب جو لاہور ٹاؤن ہال میں 26 ، 27 ، 28 دسمبر 1896ء کو ہوگا ۔ اس میں اس عاجز کا ایک مضمون قرآن شریف کے کمالات اور معجزات کے بارہ میں پڑھا جائے گا ۔ یہ وہ مضمون ہے جو انسانی طاقتوں سے برتر اور خداتعالیٰ کے نشانوں میں سے ایک نشان اور خاص اس کی تائید سے لکھا گیا ہے ۔ اس میں قرآن شریف کے وہ حقائق اور معارف درج ہیں جن سے آفتاب کی طرح روشن ہو جائے گا کہ در حقیقت یہ خدا کا کلام اور رب العالمین کی کتاب ہے ۔ اور جو شخص اس مضمون کو اول سے آخر تک پانچ سوالوں کے جواب سنے گا میں یقین کرتا ہوں کہ ایک نیا ایمان اس میں پیدا ہوگا اورایک نیا نور اس میں چمک اٹھے گا اور خداتعالیٰ کے پاک کلام کی ایک جامع تفسیر اس کے ہاتھ آئے گی ۔ ...

مجھے خدائے علیم نے الہام سے مطلع فرمایاہے کہ یہ وہ مضمون ہے جو سب پر غالب آئے گا ۔ اور اس میں سچائی اور حکمت اور معرفت کا وہ نور ہے جو دوسری قومیں بشرطیکہ حاضر ہوں اور اس کو اول سے آخر تک سنیں شرمندہ ہوجائیں گی اور ہرگز قادر نہیں ہوں گی کہ اپنی کتابوں کے یہ کمال دکھلا سکیں ۔ ... "

(ایضاً ۔ صفحہ 12-13)

سوال نمبر 5 : خداتعالیٰ نے غلبہ اسلام کے لئے اس مضمون کے بارے میں کیا خوشخبری دی تھی ؟

جواب : حضرت اقدسؑ نے فرمایا :

" سو مجھے جتلایا گیا ہے اس مضمون کے خوب پھیلنے کے بعد جھوٹے مذہبوں کا جھوٹ کھل جائے گا اور قرآنی سچائی دن بدن زمین میں پھیلتی جائے گی جب تک کہ اپنا دائرہ پورا کرے ۔ "

(اشتہار 21 دسمبر 1896ء)

(ایضاً ۔ صفحہ 13)

سوال نمبر 6 : اس جلسہ میں کن مذاہب کے نمائندوں نے تقریریں کی تھیں ؟

جواب : اس جلسہ میں جو 26 دسمبر سے 29 دسمبر تک ہوا سناتن دھرم ، ہندوازم ، آریہ سماج ، فری تھنکر ، برہموسماج ، تھیوسوفیکل سوسائٹی ، ریلیجن آف ہارمنی ، عیسائیت ، اسلام اور سکھ ازم کے نمائندوں نے تقریریں کیں لیکن ان تمام تقاریر میں سے صرف ایک ہی تقریر ان سوالات کا حقیقی اور مکمل جواب تھی جو حضرت اقدسؑ نے لکھی تھی ۔

(ایضاً ۔ صفحہ 10)

سوال نمبر 7 : حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا یہ مضمون کس نے پڑھ کر سنایا ؟

جواب : یہ مضمون حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ سیالکوٹی نے نہایت خوش الحانی کے ساتھ جلسہ میں پڑھ کر سنایا ۔ ان کا طرز بیان نہایت دلچسپ اور ہر دلعزیز تھا ۔ کسی مذہب کا کوئی شخص نہیں تھا جو بے اختیار تحسین و آفرین کا نعرہ بلند نہ کر رہا ہو ۔

(ایضاً ۔ صفحہ 11)

سوال نمبر 8 : مذہبی کانفرنس کے سیکرٹری نے کتاب " رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب " میں اس مضمون کے بارہ میں اپنی کیا رائے لکھی ؟

جواب : سیکرٹری ، دھنپت رائے نے لکھا کہ :

" اس مضمون کے لئے اگرچہ کمیٹی کی طرف سے صرف دو گھنٹے ہی تھے لیکن حاضرین جلسہ کو عام طور پر اس سے کچھ ایسی دلچسپی پیدا ہوگئی کہ موڈریٹر صاحبان نے نہایت جوش اور خوشی کے ساتھ اجازت دی کہ جب تک یہ مضمون ختم نہ ہو تب تک کاروائی جلسہ کو ختم نہ کیا جائے ان کا ایسا فرمانا عین اہل جلسہ اور حاضرین جلسہ کی منشاء کے مطابق تھا ..... جلسہ کی کاروائی ساڑھے چاربجے ختم ہو جانی تھی لیکن عام خواہش کو دیکھ کر کاروائی جلسہ ساڑھے پانچ بجے کے بعد تک جاری رکھنی پڑی کیونکہ یہ مضمون قریباً چار گھنٹہ میں ختم ہوا اور شروع سے آخر تک یکساں دلچسپی و مقبولیت اپنے ساتھ رکھتا تھا ۔ "

(رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب)

(ایضاً ۔ صفحہ 12)

سوال نمبر 9 : حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے مضمون کے بالا رہنے کا نشان کیسے ظاہر ہوا ؟

جواب : کمیٹی جلسہ کی طرف سے 26 ، 27 ، 28 دسمبر 1896ء معین دن مقرر کیئے گئے تھے ۔ اس سے بڑھ کر اس مضمون کی خوبی کی اور کیا دلیل ہوگی کہ اس مضمون کے مقررہ وقت میں جو دو گھنٹہ تھا ختم نہ ہونے کی وجہ سے 29 دسمبر کا دن بڑھا دیا گیا تھا مضمون کے غالب رہنے کا یہ ایک نمایاں نشان تھا ۔

(ایضاً ۔ صفحہ 11)

سوال نمبر 10 : لیکچر اسلامی اصول کی فلاسفی کے متعلق اخبارات کے نمائندوں نے کیا لکھا تھا ؟

جواب : " پنجاب آبزرور " نے اس مضمون کی توصیف میں کالم کے کالم بھر دئے ۔ پیسہ اخبار ، چودھویں صدی ، صادق الاخبار ، مخبر دکن ، و اخبار جنرل و گوہر آصفی کلکتہ وغیرہ تمام اخبارات بالاتفاق اس مضمون کی تعریف و توصیف میں رطب اللسان ہوئے ۔ غیراقوام اور غیرمذاہب والوں نے اس مضمون کو سب سے بالاتر مانا ۔ چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں ۔

1 ۔ سول اینڈ ملٹری گزٹ ، لاہور نے لکھا ۔
" اس جلسہ میں سامعین کی دلی اور خاص دلچسپی میرزا غلام احمد قادیانی کے لیکچر کے ساتھ تھی جو اسلام کی حمایت و حفاظت میں ماہر کامل ہیں ۔ اس لیکچر کے سننے کے لئے دور و نزدیک سے مختلف فرقوں کا ایک جم غفیر امڈ آیا تھا ۔ "

2 ۔ اخبار چودھویں صدی ، راولپنڈی نے لکھا ۔
" ان لیکچروں میں سب سے عمدہ لیکچر جو جلسہ کی روح رواں تھا مرزا غلام احمد قادیانی کا لیکچر تھا ۔ ... عمر بھر ہمارے کانوں نے ایسا خوش آئند لیکچر نہیں سنا ۔ ... جس کو حاضرین جلسہ نے نہایت ہی توجہ اور دلچسپی سے سنا اور بڑا بیش قیمت اور عالی قدر خیال کیا ۔ "

3 ۔ اخبار جنرل و گوہر آصفی ، کلکتہ نے 24 جنوری 1897ء کی اشاعت میں " جلسہ اعظم منعقدہ لاہور " اور " فتح اسلام " کے دوہرے عنوان سے لکھا ۔ " غرض جلسہ کی کاروائی سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ صرف حضرت مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان تھے جنہوں نے اس میدان مقابلہ میں اسلامی پہلوانی کا پورا حق ادا فرمایا ہے ۔ ... اگر اس جلسے میں حضرت مرزا صاحب کا مضمون نہ ہوتا تو اسلامیوں پر غیر مذاہب والوں کے روبرو ذلت و ندامت کا قشقہ لگتا ۔ مگر خدا تعالیٰ کے زبردست ہاتھ نے مقدس اسلام کو گرنے سے بچالیا ۔ بلکہ اس کو اس مضمون کی بدولت ایسی فتح نصیب فرمائی کہ موافقین تو موافقین مخالفین بھی فطرتی جوش سے کہہ اٹھے کہ مضمون سب پر بالا ہے ۔ بالا ہے ۔ "
(ایضاً ۔ صفحہ 14-17)

سوال نمبر 11 : کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی کے متعلق مغربی مفکرین کی کیا رائے ہے ؟

جواب : مغربی مفکرین نے اس لیکچر کو بے سراہا ۔ مثلاً
1 ۔ برسٹل ٹائمز اینڈ مرر نے لکھا ۔
" یقیناً وہ شخص جو اس رنگ میں یورپ اور امریکہ کو مخاطب کرتا ہے کوئی معمولی آدمی نہیں ہوسکتا ۔ "

2 ۔ سپریچول جنرل بوسٹن نے لکھا ۔
" یہ کتاب بنی نوع انسان کے لئے ایک خاص بشارت ہے ۔ "

3 ۔ تھیوسوفیکل بک نوٹس نے لکھا ۔
" یہ کتاب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مذہب کی بہترین اور سب سے زیادہ دلکش تصویر ہے ۔ "

4 ۔ انڈین ریویو نے لکھا ۔
" اس کتاب کے خیالات روشن ، جامع اور حکمت سے پر ہیں اور پڑھنے والے کے منہ سے بے اختیار اس کی تعریف نکلتی ہے ۔ "

5 ۔ مسلم ریویو نے لکھا ۔
" اس کتاب کا مطالعہ کرنے والا اس میں بہت سے سچے اور عمیق اور اصلی اور روح افزا خیالات پائے گا ۔ "
بحوالہ " سلسلہ احمدیہ " مولفہ قمرالانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ

(ایضاً ۔ صفحہ 18)

سوال نمبر 12 : کمیٹی کے کن پانچ سوالات کا جواب نمائندگان مذاہب نے دیا تھا ؟

جواب : مختلف مذاہب کے نمائندوں نے کمیٹی جلسہ کے طرف سے اعلان کردہ پانچ سوالوں پر تقریریں کیں جو کمیٹی کی طرف سے بغرض جوابات پہلے شائع کردئے گئے تھے ۔ وہ پانچ سوالات درج ذیل ہیں ۔

1 ۔ انسان کی جسمانی ، اخلاقی اور روحانی حالتیں
2 ۔ انسان کی زندگی کے بعد کی حالت یعنی عقبیٰ
3 ۔ دنیا میں انسان کی ہستی کی اصل غرض کیا ہے اور وہ غرض کس طرح پوری ہوسکتی ہے ؟
4 ۔ کرم یعنی اعمال کا اثر دنیا اور عاقبت میں کیا ہوتا ہے ؟
5 ۔ علم یعنی گیان اور معرفت کے ذرائع کیا ہیں ؟
(ایضاً ۔ صفحہ 10)

سوال نمبر 14 : لیکچر کے شروع میں حضرت اقدسؑ نے کون سا سنہری اصول پیش کیا ؟

جواب : حضرت اقدسؑ کی طرف سے اس میں تمام جوابات قرآن شریف سے دئے گئے ہیں ۔ اور اس اصول کی طرف سے مقرر نے آغاز لیکچر میں توجہ دلائی ہے کہ ہر شخص کو اپنی مسلمہ ربانی کتاب کے حوالہ سے ہر بات کرنی چاہیئے ۔ اور اپنی وکالت کے اختیارات ایسے وسیع نہ کرے

گویا وہ ایک نئی کتاب بنا رہا ہے اور اس سے دوسری کتابوں سے موازنہ کرنے بھی آسانی رہے گی ۔ دعویٰ اور دلیل الہامی کتاب سے ہو

(ایضاً ۔ صفحہ 315)

سوال نمبر 15 : انسان کی جسمانی ، اخلاقی اور روحانی حالتیں کیا ہیں ؟

جواب : ملاحظہ فرمائیں روحانی خزائن ، جلد 10 ، صفحہ 316-396

سوال نمبر 16 : قرآن مجید نے نفس کی کون سی تین اقسام بیان فرمائی ہیں ؟

جواب : نفس کی تین اقسام جو انسان کی حالتوں کا مورد اور مصدر ہیں وہ درج ذیل ہیں ۔

1 ۔ نفس امارہ

نفس امارہ کی جو تمام طبعی حالتوں کا مورد اور مصدر ہیں یہ خاصیت ہے کہ وہ انسان کو بدی کی طرف جو اس کے کمال کے مخالف اور اس کی اخلاقی حالتوں کے برعکس ہے جھکاتا ہے ۔ ان النفس لامارۃ باالسوء (سورۃ یوسف 12 : 54)

(ایضاً ۔ صفحہ 316-317)

نیز دیکھیں " انسان کی طبعی حالتیں "

2 ۔ نفس لوامہ

اخلاقی حالتوں کے سرچشمہ کا نام قرآن نے رکھا ہے -ولا اقسم بالنفس اللوامۃ (القیامہ 75 : 3) نام اس لئے رکھا کہ وہ انسان کو بدی پر ملامت کرتا ہے اور راضی نہیں ہوتا کہ انسان حیوانات کے مشابہ زندگی بسر کرے ۔

(ایضاً ۔ صفحہ 317-318)

3 ۔ نفس مطمئنۃ

یہ روحانی حالتوں کے سرچشمہ کا نام قرآن نے رکھا ہے ۔ یا ایھا النفس المطمئنۃ الآیۃ (الفجر 89 : 28-31)اس مرتبہ میں نفس تمام کمزوریوں سے نجات پاکر روحانی قوتوں سے بھر جاتا ہے اور خداتعالیٰ کے بغیر جی ہی نہیں سکتا ۔ اور اسی دنیا میں بہشت اس کو مل جاتا ہے ۔

(ایضاً ۔ صفحہ 318)

(باقی آئندہ)

(بشکریہ گزٹ کینیڈا)

وہ برگزیدہ شجر لڑ رہا تھا موسم سے

پروفیسر چوہدری محمد علی

صلہ کوئی تو سرِ اوجِ دار دینا تھا
نہیں تھا پھول تو پتھر ہی مار دینا تھا

حریفِ دار بھی پروردگار دینا تھا
دیا تھا غم تو کوئی غمگسار دینا تھا

یہ وہ زمین تھی جو آسماں سے اُتری تھی
یہ وہ حوالہ تھا جو بار بار دینا تھا

وہ اِک حسین تھا اِس عہد کے حسینوں میں
اُسے کسی نے تو کافر قرار دینا تھا

مَیں اپنی تنگیٔ داماں کا عذر کیا کرتا
وہ دے رہا تھا اُسے بے شمار دینا تھا

تم اپنے آپ سے ملتے اگر اکیلے تھے
کڑا تھا وقت تو ہنس کر گزار دینا تھا

نہیں بتانا تھا لوگوں کو اپنا نام پتہ
سرِ صلیب کوئی اشتہار دینا تھا

وہ بے لحاظ بھی کہتا کبھی خدا لگتی
اسے بھی زخم کوئی مُستعار دینا تھا

وہ برگزیدہ شجر لڑ رہا تھا موسم سے
کہ پھولنا تھا اُسے برگ و بار دینا تھا

ہمیں بھی عہد کے ابہام سے تھی دلچسپی
کہ ہم فقیروں کا اُس نے اُدھار دینا تھا

اٹھائے پھرتے ہو مضطر اجاڑ گلیوں میں
یہ سر کا بوجھ تو سر سے اتار دینا تھا

تاریخ احمدیت کا ایک پوشیدہ ورق

"جلسہ اعظم مذاہب" (دسمبر ۱۸۹۶ء) کے بعض ایمان افروز واقعات

(دوست محمد شاہد مؤرخ احمدیت)

مشہور عالم "جلسہ اعظم مذاہب" (لاہور) میں سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے جن رفقاء خاص کو شرکت کا شرف حاصل ہوا ان میں حضرت میاں خیرالدین صاحبؓ سیکھوانی (والد ماجد مولانا قمرالدین صاحب مولوی فاضل صدر اول مجلس خدام الاحمدیہ) حضرت منشی جلال الدین صاحب پنشنر سابق میر منشی رجمنٹ بلانوی (۳۱۳ اصحاب خاص میں نمبرا) اور حضرت حافظ غلام رسول صاحبؓ وزیرآبادی (والد ماجد مولانا عبیداللہ صاحبؓ مجاہد ماریشس) بھی تھے۔ ان بزرگوں کی عینی شہادتوں سے اس تاریخ ساز جلسہ کے بعض ایمان افروز واقعات کا پتہ چلتا ہے جن کی تفصیل درج ذیل کی جاتی ہے۔

نوٹ۔ جملہ شہادتیں روایات کے قلمی رجسٹروں سے ماخوذ ہیں جو قیام پاکستان سے قبل ریکارڈ ہوئیں اور خلافت لائبریری ربوہ میں محفوظ ہیں۔

— ★ ★ ★ —

حضرت میاں خیرالدین صاحبؓ سیکھوانی تحریر فرماتے ہیں۔

"جب جلسہ مہوتسو کے موقعہ پر حضور کا مضمون (اسلامی اصول کی فلاسفی) لکھا ہوا مولوی عبدالکریم صاحبؓ نے پڑھا تھا بمقام لاہور۔ جس کی نسبت اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی فرما دیا تھا کہ مضمون بالا رہا۔ اس وقت محویت سامعین کا یہ حال تھا کہ کوئی اونچی سانس لینا بھی گوارا نہ کرتا تھا۔ مضمون کیا تھا یہ ایک اللہ تعالیٰ کی چمکتی ہوئی ہستی کا نشان اور ثبوت تھا۔ مولوی محمد حسین بٹالوی نے اس سے پہلے اپنا مضمون خود پڑھا تھا جس میں اس نے کہا تھا کہ لوگ ہم سے نشان مانگتے ہیں ہم کہاں سے نشان دکھلائیں ہم میں کوئی اب نشان دکھلانے والا نہیں ہے۔ اس کے بعد حضور کا مضمون پڑھا گیا جس میں حضور نے کہا کہ اندھا ہے جو کہتا ہے کہ ہم کہاں سے نشان دکھلائیں۔ آؤ میں نشان دکھاتا ہوں اور میں اندھوں کو آنکھیں بخشنے کے لئے آیا ہوں۔ یہ فقرات بذات خود نشان تھے کیونکہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا وہ مضمون پہلے پڑھا گیا تھا اور حضورؑ کا بعد میں۔ اگر حضورؑ کا مضمون پہلے پڑھا جاتا اور مولوی مذکور کا بعد میں، تو بدمزگی پیدا ہو جاتی لیکن قدرت کا منشا تھا کہ اسلام کی عظمت ظاہر ہو اور جو کمزوری اسلام کی طرف مولوی مذکور نے اپنے مضمون میں دکھلائی تھی۔ خدا کے مامور و مرسل نے اس کو ظاہر کر کے اسلامی شوکت کو بلند کر دیا۔ الحمدللہ"

(رجسٹر روایات جلد ۱۲ ص ۴۴ تا ۴۵ روایت حضرت میاں خیرالدین صاحبؓ سیکھوانی)

— ★ ★ ★ —

حضرت میاں محمد دین صاحبؓ واصل باقی بلانوی (درویش قادیان) نے حضرت منشی جلال الدین صاحب پنشنر سابق میر منشی رجمنٹ کے حوالہ سے بیان فرمایا کہ۔

"جلسہ مہوتسو...... بمقام لاہور منعقد ہوا تھا۔ سوامی شوگن چندر رسالہ فوج میں ہیڈکلرک تھا اور منشی (مرزا) جلال الدین صاحب کا ہمنشین و صحبت یافتہ تھا۔ منشی صاحب فرماتے تھے کہ اس کے عیال اطفال فوت ہو گئے اس لئے نوکری چھوڑ فقیر بن گیا۔

جلسہ کا مضمون (اسلامی اصول کی فلاسفی) پڑھے جانے سے پہلے مخفی رکھا گیا تھا۔ حضرت صاحب نے منشی جلال الدین صاحب کو اس کی کاپی لکھنے پر مامور فرمایا اور فرمایا کہ منشی صاحب کا خط ما یقروء ہوتا ہے اس لئے آپ ہی اس کو لکھیں۔ چنانچہ منشی صاحب نے وہ مضمون اپنے قلم سے لکھا (حضرت قمر الانبیاء صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی تحقیق کے مطابق خوشخط نقل کرنے والے بزرگ حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانیؓ تھے۔ سیرت المہدی جلد ۳ ص ۲۰۲۔ ناقل)

منشی صاحبؓ فرماتے تھے کہ حضرت صاحب نے فرمایا ہے کہ میں نے اس مضمون کی سطر سطر پر دعا کی ہے۔ مضمون کے لکھے جانے اور پڑھے جانے کے وقت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار تھے اس لئے مضمون پڑھنے کے لئے خواجہ کمال الدین صاحب کو تیار کیا جا رہا تھا لیکن خواجہ صاحب انگریزی خوان تھے۔ قرآن شریف عربی لہجہ میں پڑھ نہ سکتے تھے۔ آخر وقت پر مولوی عبدالکریم صاحب نے ہی مضمون پڑھ کر جلسہ..... لاہور میں سنایا۔

میں (محمد دین) جلسہ پر حاضر نہیں ہو سکا تھا۔ میرے حلقہ پٹوار (جو چار حصہ میں تقسیم تھی) جس کی وجہ سے مجھے رخصت نہ مل سکی۔ اس لئے منشی جلال الدین صاحب جلسہ پر حاضر ہوئے تھے۔ انہوں نے سنایا کہ اللہ تعالیٰ کی تائید معجزانہ رنگ میں ہوئی۔ سردی کے موسم کے باوجود کسی شخص کو کھانسی یا چھینک نہ آئی۔ ہمہ گوش ہو کر لوگوں نے سنا۔ آخر سکھوں نے مسلمانوں کو جپھا مار کر اٹھایا اور مبارکبادیں دیں اور کہا کہ جے کدے مرزا اہو جیا اک مضمون ہور دتا تے مسلمان ہی ہونا پئے گا۔ یعنی اگر مرزا ایسا ہی مضمون اور دیوے گا تو ہم کو مسلمان ہی ہونا پڑے گا۔

حضرت صاحب نے اس مضمون کے متعلق ماہ اگست ۱۸۹۶ء یعنی جلسہ سے چار ماہ قبل اشتہار دیا۔ خوشخبری خبیر...... سب پر غالب آئے گا۔ الخ شائع کئے........

اشتہار مذکور منشی جلال الدین صاحب نے اپنے ایک دوست اور ہم عصر سردار بہادر مردان علی خان رسالدار میجر پنشنر رسالہ نمبر ۱۲ ساکن بیلہ کو دیا اور تبلیغ بھی کی۔ جب پیشگوئیوں کے وقوع اور مضمون کی کامیابی سردار مردان علی خان نے پڑھی تو کہا "مہن مرنے دی چڑھ پھبی" کہ اب مرزا لوگوں پر اپنا غلبہ بڑھ چڑھ کر پیش کرے گا اور لوگ حجت ملزمہ کے آگے سرنگوں ہو جاویں گے۔"

(رجسٹر روایات جلد ۱۲ صفحہ ۱۷۸ تا ۱۷۹)

— ★ ★ ★ —

واعظ احمدیت حضرت حافظ غلام رسول صاحبؓ وزیرآبادی کے قلم سے جلسہ اعظم مذاہب کا تذکرہ۔ فرماتے ہیں،

"ایک اشتہار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے نکلا کہ جو جلسہ مہوتسو کے متعلق تھا۔ اس میں حضرت صاحب کا یہ الہام درج تھا کہ میرا مضمون بالا رہا۔ میں اس وقت بعارضہ وجع المفاصل بیمار تھا۔ مگر چونکہ ایک بڑا بھاری دعویٰ تھا کہ میرا مضمون سب پر بالا رہے گا۔ بجز تائید الٰہی کے کون کہہ سکتا ہے۔ میں ایک اپنے اہل حدیث مولوی کو لاہور میں افتاں و خیزاں ساتھ لے کر جلسہ گاہ میں پہنچا۔ مولوی ثناء اللہ، مولوی محمد حسین بٹالوی وغیرہ کے لیکچر بھی سنے مگر سب پھیکے اور بے اثر۔ لیکن جب حضرت مرزا صاحب کا مضمون شروع ہوا تو تل رکھنے کی جگہ نہ رہی اور سامعین پر ایسا سکوت تھا کہ ذرا بھنک نہیں آتی تھی یہاں تک کہ بعض اور لوگوں نے بھی اپنے اوقات حضرت مرزا صاحب کا مضمون سننے کے لئے وقف کر دیئے اور دو دن ایام مقررہ سے زائد کئے گئے۔ جب یہ مضمون آخر میں پہنچا تو میں نے اسی وقت اسی جگہ ہاتھ اٹھا کر جناب الٰہی میں دعا کی۔ یا اللہ اگر یہ تیرا وہی بندہ ہے جس کی نسبت تیرے پیارے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی ہے تو اس کی برکت سے مجھے اس بیماری سے شفا بخش۔ الغرض جلسہ ختم ہونے کے بعد جب میں جلسہ گاہ کے بڑے دروازے سے باہر نکلا تو اللہ کی قسم مجھے ایسا معلوم ہوا کہ مجھے کوئی بیماری نہ تھی اس دن سے آج تک پھر اس بیماری نے عود نہیں کیا۔"

(روایات صحابہ جلد ۱۱ صفحہ ۲۴۳، ۲۴۴)

— ★ ★ ★ —

جماعت احمدیہ کے افراد پر تبلیغ کی وجہ سے مقدمات

(۱)

[پریس ڈیسک]: سانگھڑ سندھ سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ تین احمدی مسلمانوں مکرم مختار احمد صاحب معلم، مکرم محمد انور صاحب اور مکرم ماسٹر منظور احمد صاحب آف گولیکی، کے خلاف ایک مخالف سلسلہ کی درخواست پر تبلیغ کے جرم میں پولیس نے زیر دفعات ۲۹۸/سی اور ۲۹۵/اے تعزیرات پاکستان ایک مقدمہ ۲۱ مارچ ۱۹۹۶ء کو درج کر دیا ہے۔ پولیس نے تلاشی لی تو معلم صاحب کے پاس سے بیعت فارم اور لٹریچر برآمد ہوا جس کی وجہ سے مکرم مختار احمد صاحب معلم جماعت احمدیہ کا چالان کر دیا گیا ہے جبکہ دیگر دونوں دوستوں کو پولیس نے چھوڑ دیا ہے۔

(۲)

[پریس ڈیسک]: ربوہ سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ مکرم چوہدری اللہ دتا صاحب ولد مکرم تاج دین صاحب سکنہ دارالعلوم شرقی ربوہ اپنے عزیزوں کے پاس جلال پور بھٹیاں، ضلع حافظ آباد گئے جس پر ان کے بہنوئی عمر حیات نے لوگوں کے اکسانے کی وجہ سے ان پر تبلیغ کرنے کے جرم میں زیر دفعہ ۲۹۸/سی تعزیرات پاکستان مقدمہ درج کروا کے گرفتار کروا دیا۔ موصوف اس وقت گوجرانوالہ جیل میں ہیں۔ یہ مقدمہ مورخہ ۱۹ مارچ ۱۹۹۶ کو درج کیا گیا۔

عمر حیات ولد محمد کمرل نے پولیس کو درخواست دیتے ہوئے لکھا۔

"سائل کی شادی احمدی خاندان میں ہوئی تھی۔ شادی کے بعد سسرال والوں کو اقلیت قرار دے دیا گیا اور حکومت پاکستان کے آرڈیننس کے مطابق احمدی خارج از اسلام ہیں۔ ملزم اللہ دتا جو سائل کا سالہ ہے اور ربوہ کا رہائشی ہے میرے اہل خانہ کو مذہب اسلام سے گمراہ کرنے کے درپے ہے۔ چونکہ سائل اس میں رکاوٹ بن چکا ہے جس سے ملزم اللہ دتہ کو تشویش ہے اور مجھے اب قتل کرنے کے درپے ہے اور میرے گھر کے افراد کو اسلام سے خارج کرنے کے درپے ہے۔ اندریں حالات استدعا ہے کہ سائل کو تحفظ جان و مال فراہم کیا جاوے اور ملزم کے برخلاف مداخلت مذہبی کی بابت پرچہ درج کرنے کا حکم صادر فرمایا جاوے"۔

پولیس نے اس درخواست پر مکرم چوہدری اللہ دتا صاحب کے خلاف مقدمہ درج کر لیا ہے اور انہیں گرفتار کر لیا گیا ہے۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ اپنے پاکستانی بھائیوں کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو دشمن کے ہر شر سے محفوظ رکھے اور ہر لحاظ سے ان کا حافظ و ناصر ہو۔

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْهُمْ تَسْحِيقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے

جماعت احمدیہ میں

"قدرتِ ثانیہ" کا ظہور ـــ ۲۷ مئی کا تاریخی دن

ـــــــــ محترم ابو فراز صاحب

تاریخ انبیاء سے یہ شہادت ملتی ہے کہ مامورین و مرسلین کی غرض یہ نہیں ہوتی کہ وہ دنیا میں تنہا آواز دے کر چلے جاویں، بلکہ خدا تعالیٰ کا منشاء یہ ہوتا ہے کہ دنیا میں ایک تغیر اور انقلاب پیدا ہو۔ چونکہ بشری تقاضوں کے مطابق ان کی عمر محدود ہوتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ ان سے تخم ریزی کا کام لیتا ہے اور اس مشن کو انجام اور تکمیل تک پہنچانے کے لئے ان کے جانشین قائم فرماتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ ..... کی آمد کا مقصد دین حق کا احیاء و اشاعت اور ایک عظیم الشان تغیر لانا تھا۔ آپ کا یہ دعویٰ مستقبل میں ایک حقیقت بن کر اُبھرا کہ

"میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔"
(تذکرۃ الشہادتین ص۶۵ روحانی خزائن جلد ۲۰ ص۶۷)

قدرتِ ثانیہ کے ظہور کی پیشگوئی :-

سنت اللہ کے مطابق حضرت مسیح موعود ..... کو اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ آپ کے بعد آپ کے جانشین ان عظیم مقاصد کو پورا کریں گے جن کے لئے آپ کو بھیجا گیا۔ چنانچہ ۱۹۰۵ء میں آپ نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر نظامِ قدرتِ ثانیہ کی پیشگوئی فرمائی۔

"خدا تعالیٰ کا کلام مجھے فرماتا ہے کہ ...... وہ اس سلسلہ کو پوری ترقی دے گا کچھ میرے ہاتھ سے کچھ میرے بعد۔ یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے اس نے زمین کو پیدا کیا ہمیشہ اس سُنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے ..... اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر ..... ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھلاتا ہے ......

سو اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سُنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالےٰ دو قدرتیں دکھاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھاوے۔ سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی اس قدیم سُنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی ہے (یعنی اپنے قربِ وفات کی خبر) غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں۔ کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے۔ اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا۔ جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے۔ اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے .... میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔"
(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن ۲۰ جلد ص۳۰۵)

آپ نے رسالہ الوصیت میں اپنی وفات کے بارہ میں بھی متعدد الہامات کا ذکر فرمایا تھا۔ جس کا اشارہ "قدرتِ ثانیہ" کے ظہور کی پیشگوئی میں فرمایا ہے۔ اس طرح جماعت کی ترقی کو قدرت ثانیہ کے ساتھ وابستہ قرار دے کر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دائمی کفالت کا وعدہ دے دیا۔ اور اس نظام کے قیام کا انحصار جہاں خدا کی مخفی تقدیر اور تصرفِ خاص قرار دیا۔ اسے اپنی عنایات و برکات کا موجب بھی بتایا۔

حضرت اقدس ..... کا سفرِ لاہور اور مصروفیات :-

۲۹۔ اپریل ۱۹۰۸ء کو آپ لاہور تشریف لے گئے۔ لاہور قیام کے دوران ۹۔ مئی ۱۹۰۸ء کو الہام ہوا۔

"اَلرَّحِیْلُ ثُمَّ الرَّحِیْلُ۔ اِنَّ اللّٰہَ یَحْمِلُ کُلَّ حِمْلٍ۔ یعنی کوچ اور پھر کوچ۔ اللہ تعالیٰ سارا بوجھ خود اُٹھائے گا۔" (سلسلہ احمدیہ ص۱۷۸)

یہ الہام آپ کی وفات کی طرف صریح اشارہ تھا۔ مگر آپ نہایت استقلال سے اپنے کاموں میں لگے رہے اور کوئی گھبراہٹ محسوس نہ کی۔ چنانچہ معمول کے مطابق دعوت حق کا سلسلہ جاری رہا۔ ۱۷ مئی ۱۹۰۸ء کو لاہور کے رؤساء کو دعوت دی گئی۔ اس دن باوجود بیماری کے آپ نے ایک لمبی تقریر کی۔ جو حاضرین نے محبت اور شوق سے سُنی۔ اس طرح اس طبقہ کو بھی پیغام حق پہنچا دیا گیا۔ اس تقریر سے پہلی رات آپ کو الہام ہوا۔

"مکن تکیہ بر عمرِ ناپائیدار یعنی اس گذرنے والی عمر پر بھروسہ نہ کر۔" (سلسلہ احمدیہ ص۱۷۹)

اسی موقعہ پر بعض لوگوں کی تحریک پر ایک پبلک لیکچر کی بھی تجویز کی گئی۔ حضرت مسیح موعود ..... نے اس کے لئے "پیغامِ صلح" کا عنوان پسند فرمایا۔ چنانچہ اس کی تصنیف شروع فرما دی۔

آپ کی وفات کے بارہ میں آخری الہام اور وصالِ اکبر :-

حضرت اقدس .... پیغامِ صلح کی تصنیف میں مصروف تھے کہ ۲۰۔ مئی ۱۹۰۸ء کو الہام ہوا۔

"اَلرَّحِیْلُ ثُمَّ الرَّحِیْلُ وَالْمَوْتُ قَرِیْبٌ۔ یعنی کوچ کا وقت آگیا ہے۔ کوچ کا وقت آگیا ہے اور موت قریب ہے۔"
(سلسلہ احمدیہ ص۱۸۱)

یہ الہام نہایت واضح تھا کہ اب مقدر وقت قریب آگیا ہے۔ مگر آپ بدستور پیغام صلح لکھنے میں مصروف رہے۔ ۲۵۔ مئی کی شام کو آپ نے اس مضمون کو مکمل کر کے کاتب کے سپرد کر دیا۔ شام کے وقت آپ سیر کو نکلے اور چند میل تفریح کے بعد واپس لوٹے۔ اس وقت آپ کو کوئی خاص بیماری نہ تھی البتہ مسلسل مضمون لکھنے کی وجہ سے ضعف تھا۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ..... اس وقت کی جو کیفیت تھی اس بارہ میں لکھتے ہیں :-

"..... مضمون لکھنے کی وجہ سے کسی قدر ضعف تھا۔ اور غالباً آنے والے حادثہ کے مخفی اثر کے ماتحت ایک گونہ ربودگی اور انقطاع کی کیفیت طاری تھی۔" (سلسلہ احمدیہ ص۱۸۲)

اسی شب ۱۱ بجے کے بعد دوبار۔ آپ کو اسہال آئے۔ دوسری مرتبہ زیادہ ضعف کے آثار تھے۔ آپ نے جان لیا کہ اب وقتِ مقدر آن پہنچا ہے۔ آپ نے حضرت حکیم مولانا نورالدین .... اور چند دیگر رفقائے کبار کو بلوایا۔ اس وقت ضعف بہت بڑھ گیا تھا۔ زبان اور گلا خشک تھے۔ بولنے میں تکلیف محسوس ہوتی تھی۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ..... فرماتے ہیں۔

"صبح کی نماز کا وقت ہوا تو اس وقت جبکہ خاکسار مؤلف بھی پاس کھڑا تھا۔ نحیف آواز میں دریافت فرمایا۔ کیا نماز کا وقت ہو گیا ہے؟ ایک خادم نے عرض کیا۔ ہاں حضور ہو گیا ہے۔ اس پر آپ نے بستر کے ساتھ دونوں ہاتھ تیمم کے رنگ میں چھو کر لیٹے لیٹے ہی نماز کی نیت باندھی۔ مگر اسی دوران بے ہوشی کی حالت ہو گئی۔ جب ذرا ہوش آیا تو پھر پوچھا "کیا نماز کا وقت ہو گیا ہے؟" عرض کیا گیا ہاں حضور ہو گیا ہے۔ پھر دوبارہ نیت باندھی اور لیٹے لیٹے نماز ادا کی اس کے بعد نیم بے ہوشی کی کیفیت طاری رہی مگر جب کبھی ہوش آتا تھا ..... الفاظ "اللہ میرے پیارے اللہ" سُنائی دیتے تھے۔" (سلسلہ احمدیہ ص۱۸۳)

روایت کے مطابق دس بجے صبح کے قریب آپ کی نزع کی کیفیت پیدا ہو گئی۔ آخر ساڑھے دس بجے کے قریب حضرت مسیح موعود ...... نے دو لمبے لمبے سانس لئے اور آپ کی رُوح اپنے رفیقِ اعلیٰ سے جا ملی۔

جماعت کے ذہن اس اچانک صدمۂ وفات کو برداشت کرنے کے لئے آمادہ نہ تھے۔ کیونکہ مختصر مرض کے باعث وفات اچانک واقع ہوئی تھی۔ جب لاہور اور بیرونی مقامات میں اچانک آپ کے وصال کی خبر پہنچی تو اس خبر نے جماعت کو غم سے دیوانہ کر دیا۔ ہر دل غم سے نڈھال اور ہر آنکھ اشکبار تھی۔ وہ پیارا امام محبوب آقا۔ آنکھوں کا نور اور زندگی کا سہارا تھا جو اپنے عشاق سے رخصت ہو گیا۔

۲۷ مئی قدرتِ ثانیہ کا ظہور :-

۲۶۔ مئی ۱۹۰۸ء کو ۳ بجے بعد دوپہر لاہور میں حضرت حکیم مولانا نورالدین .... نے احباب جماعت کے ساتھ جنازہ ادا کیا۔ جنازہ رات کو بذریعہ ریل بٹالہ پہنچا اور ۲۷۔ مئی صبح کی نماز کے قریب احباب آپ کا جسدِ اطہر کاندھوں پر اٹھائے قادیان پہنچے۔ آپ کا جنازہ اس باغ میں رکھا گیا جو بہشتی مقبرہ کے ساتھ ہے۔ محبوب آقا کے جسدِ اطہر

کی زیارت کے بعد حضرت حکیم مولانا نورالدین ...... کو قادیان اور بیرونی مقامات سے آئے ہوئے قریباً بارہ سو احمدیوں کی موجودگی میں "قدرتِ ثانیہ" کے "مظہرِ اوّل" کے طور پر منتخب کیا گیا اور آپ کے دستِ مبارک پر بیعت ہوئی۔ بیعت کے اس نظارہ کے بارہ میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ...... فرماتے ہیں:۔

"...... بیعت کا نظارہ نہایت ایمان پرور تھا۔ اور لوگ اس بیعت کے لئے یوں ٹوٹے پڑتے تھے جس طرح ایک مدت کا پیاسا پانی کو دیکھ کر لپکتا ہے۔ ان کے دل غم و حزن سے چور چور تھے کہ ان کا پیارا آقا اُن سے جُدا ہو گیا ہے۔ مگر دوسری طرف ان کے ماتھے خدا کے آگے شکر کے جذبات کے ساتھ سربسجود تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق انہیں پھر ایک ہاتھ پر جمع کر دیا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود ...... کی بتائی ہوئی پیشگوئی پوری ہوئی کہ

"میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے۔ جو خدا کی دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔"
(سلسلہ احمدیہ صفحہ ۱۸۷)

بیعت کے بعد حضرت حکیم مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّل ...... نے تمام حاضرین کے ساتھ حضرت مسیح موعود ...... کی نمازِ جنازہ ادا کی۔ اور آپ کے جسدِ مبارک کو بہشتی مقبرہ کے ایک حصہ میں دفن کیا گیا۔ اور آپ کے مزار مبارک پر آخری دعا ہوئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل ...... کا پہلا خطاب:۔ بیعت کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل ...... نے ایک نہایت پُرمعارف اور رُوح پرور خطاب فرمایا:۔

"میں اس اللہ کی تعریف کرتا ہوں جو ابدی اور ازلی ہمارا خدا ہے۔ ہر ایک نبی جو دنیا میں آتا ہے اس کا ایک کام ہوتا ہے۔ جو کرتا ہے۔ جب ہو چکتا ہے، خدا تعالیٰ اس کو بُلا لیتا ہے۔ حضرت موسیٰ کی نسبت یہ بات مشہور ہے کہ وہ ابھی بلادِ شام میں نہیں پہنچے تھے کہ رستے ہی میں فوت ہو گئے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر و کسریٰ کی کنجیوں کا ذکر فرمایا کہ مجھے دی گئی ہیں۔ مگر آپ نے وہ کنجیاں (چابیاں) نہ دیکھیں۔ کہ چل دیئے۔ ایسی باتوں میں اللہ تعالیٰ کے مخفی اسرار ہوتے ہیں۔ یہاں بھی بہت سے لوگ تعجب کریں گے۔ کئی پیشگوئیاں کی تھیں وہ ابھی پوری نہیں ہوئیں۔ میرے خیال میں یہ اللہ کی سنّت ہے کہ وہ بتدریج کام کرتا ہے اور پھر سے مخاطب کرتا ہے۔ کبھی اس سے مراد اس کا مثیل بھی ہوتا ہے......" اس کے بعد فرمایا:۔

"میری پچھلی زندگی پر غور کر لو۔ میں کبھی امام بننے کا خواہشمند نہیں ہوا۔ مولوی عبدالکریم ...... امام الصلوٰۃ بنے تو میں نے بھاری ذمہ داری سے اپنے تئیں سبکدوش خیال کیا تھا۔ میں اپنی حالت سے خوب واقف ہوں اور میرا رب مجھ سے بھی زیادہ واقف ہے۔ میں دنیا میں ظاہرداری کا خواہشمند نہیں۔ میں ہرگز ایسی باتوں کا خواہشمند نہیں۔ اگر خواہش ہے تو یہ کہ میرا مولیٰ مجھ سے راضی ہو جائے۔ اس خواہش کے لئے میں دعائیں کرتا ہوں۔ قادیان بھی اسی لئے رہا اور رہتا ہوں اور رہوں گا۔ میں نے اس فکر میں کئی دن گذارے کہ ہماری حالت حضرت صاحب کے بعد کیا ہو گی۔ اسی لئے میں کوشش کرتا رہا کہ میاں محمود کی تعلیم اس درجہ تک پہنچ جائے۔ حضرت صاحب کے اقارب میں اس وقت تین آدمی موجود ہیں (یعنی صاحبزادہ میاں محمود احمد صاحب، میر ناصر نواب صاحب ...... نواب محمد علی خانصاحب ...... ناقل) ...... اس وقت مردوں، بچوں، عورتوں کے لئے ضروری ہے۔ کہ وحدت کے نیچے ہوں۔ اور اس وحدت کے لئے ان بزرگوں میں سے کسی کی بیعت کر لو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ میں خود ضعیف ہوں۔ بیمار رہتا ہوں۔ پھر طبیعت مناسب نہیں۔ اتنا بڑا کام آسان نہیں۔ پس میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جن کا میں نے نام لیا ہے۔ ان میں سے کوئی منتخب کر لو۔ میں تمہارے ساتھ بیعت کرنے کو تیار ہوں۔ اگر تم میری بیعت ہی کرنا چاہتے ہو تو سُن لو بیعت بک جانے کا نام ہے۔ ایک دفعہ حضرت نے مجھے اشارۃً فرمایا کہ وطن کا خیال بھی نہ کرنا۔ سو اس کے بعد میری ساری عزت اور میرا سارا خیال انہی سے وابستہ ہو گیا۔ اور میں نے کبھی وطن کا خیال ...... تک نہیں کیا۔ پس بیعت کرنا ایک مشکل امر ہے۔ ایک شخص دوسرے کے لئے اپنی تمام حریت اور بلند پروازیوں کو چھوڑ دیتا ہے......"

آخر میں آپ نے ارشاد فرمایا:۔

"اب تمہاری طبیعتوں کے رُخ خواہ کسی طرف ہوں تمہیں میرے احکام کی تعمیل کرنی ہو گی۔ اگر یہ بات تمہیں منظور ہو تو میں طوعاً و کرہاً اس بوجھ کو اٹھاتا ہوں۔ وہ بیعت کے دس شرائط بدستور قائم ہیں۔ ان میں خصوصیت سے میں قرآن کو سیکھنے اور زکوٰۃ کا انتظام کرنے، واعظین کے بہم پہنچانے اور ان امور کو جو وقتاً فوقتاً اللہ میرے دل میں ڈالے شامل کرتا ہوں۔ پھر تعلیم دینیات، دینی مدرسہ کی تعلیم میری مرضی اور منشاء کے مطابق کرنا ہو گی۔ اور میں اس بوجھ کو صرف اللہ کے لئے اٹھاتا ہوں جس نے فرمایا۔ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ۔ یاد رکھو ساری خوبیاں وحدت میں ہیں۔ جس کا کوئی رئیس نہیں وہ مر چکی۔"
(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد چہارم صفحہ ۱۹۶ تا صفحہ ۱۹۸)

حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ ...... کی تحریرات رسالہ الوصیت کے مطابق پیشگوئی پوری ہوئی کہ

"تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا ...... میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں۔ میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔"
(الوصیت)

پس ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو "قدرتِ ثانیہ" کا ظہور ہوا۔ جو نہایت ہی مبارک اور دائمی ہے۔ جس کے ساتھ غلبۂ دینِ حق مقدر ہو چکا ہے۔ اور جو تخم ریزی حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ ...... کے مبارک ہاتھوں سے ہوئی وہ اس مبارک نظام کے ذریعہ پروان چڑھے گی اور اس شجرۂ طیبہ کی شاخیں تمام دنیا پر محیط ہو جائیں گی۔ **(بشکریہ ماہنامہ الفرقان)**

اولاد کو وقف کرنے والے والدین کیلئے ضروری اعلان

احباب جماعت میں سے ایسے والدین جن کے بچے خدمت دین کیلئے "وقف اولاد" کے تحت وقف ہیں اور یہ بچے اس سال میٹرک کا امتحان دے چکے ہیں، وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ کو اطلاع دیں۔ تاکہ ان کے وقف اور آئندہ پروگرام کے بارہ میں ان بچوں سے براہِ راست بھی خط و کتابت کی جا سکے۔ اس بارہ میں وکالت دیوان کی سابقہ چٹھی کے نمبر اور تاریخ کا حوالہ ضرور دیں۔ نیز اطلاع دیں کہ میٹرک کے بعد کیا ارادہ ہے۔

۲۔ بچے قرآن کریم ناظرہ صحت کے ساتھ پڑھنا سیکھیں۔ روزانہ قرآن کریم کی تلاوت کرتے رہیں۔ دینی معلومات اور معلوماتِ عامہ بہتر بنائیں۔ میٹرک کا امتحان دینے کے بعد خدام الاحمدیہ کی مرکزی تربیتی کلاس ربوہ میں شامل ہوں۔ نیز میٹرک کے امتحان کے نتیجہ کی اطلاع دیں۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید۔ ربوہ)

ملفوظات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

خدا کے لئے سب پر رحم کرو تا آسمان سے تم پر رحم ہو

آؤ میں تمہیں ایک ایسی راہ سکھاتا ہوں جس سے تمہارا نور تمام نوروں پر غالب رہے اور وہ یہ ہے کہ تم تمام سفلی کینوں اور حسدوں کو چھوڑ دو۔ اور ہمدرد نوع انسان ہو جاؤ اور خدا میں کھوئے جاؤ۔ اور اس کے ساتھ اعلیٰ درجہ کی صفائی حاصل کرو کہ یہی وہ طریق ہے جس سے کرامتیں صادر ہوتی ہیں اور دعائیں قبول ہوتی ہیں اور فرشتے مدد کے لئے اترتے ہیں۔ مگر یہ ایک دن کا کام نہیں ترقی کرو ترقی کرو۔ اس دھوبی سے سبق سیکھو جو کپڑوں کو اول بھٹی میں جوش دیتا ہے اور دیئے جاتا ہے یہاں تک کہ آخر آگ کی تاثیریں تمام میل اور چرک کو کپڑوں سے علیحدہ کر دیتی ہیں۔ تب صبح اٹھتا ہے اور پانی پر پہنچتا ہے اور پانی میں کپڑوں کو تر کرتا ہے اور بار بار پتھروں پر مارتا ہے۔ تب وہ میل جو کپڑوں کے اندر تھی اور ان کا جزو بن گئی تھی کچھ آگ سے صدمات اٹھا کر اور کچھ پانی میں دھوبی کے بازو سے مار کھا کر یک دفعہ جدا ہونی شروع ہو جاتی ہے یہاں تک کہ کپڑے ایسے ہو جاتے ہیں جیسے ابتداء میں تھے۔ یہی انسانی نفس کے سفید ہونے کی تدبیر ہے۔ اور تمہاری ساری نجات اس سفیدی پر موقوف ہے۔ یہی وہ بات ہے جو قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ قد افلح من زکھا۔ یعنی وہ نفس نجات پا گیا جو طرح طرح کے میلوں اور چرکوں سے پاک کیا گیا۔

(رسالہ جہاد صفحہ ۱۴)

عطاء المجیب راشد۔ امام بیت الفضل لندن

سیرت حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب

حضرت مفتی صاحب کا ہر وعظ دل کی گہرائیوں سے نکلتا اس لئے ہر دل پر گہرا اثر کرتا اس کیفیت کا پورا نقشہ کھینچنا تو میرے بس کی بات نہیں۔ صرف ایک مثال پر اکتفا کرتا ہوں۔

1913ء میں آپ ہوشیار پور تشریف لے گئے۔ وہاں آپ نے اہل ہوشیار پور کو مخاطب کرتے ہوئے اپنے خطاب کا آغاز اس انداز میں کیا اور فرمایا۔

"اے ہوشیار پور! سن اور غور کر۔ ایک مسافر کی آواز پر کان رکھ تاکہ تیرا بھلا ہو۔ میں تجھ میں سے نہیں۔ تیرے اندر رہنے والوں میں سے نہیں۔ باہر سے آیا ہوں۔ پر تجھ سے کچھ مانگنے نہیں آیا۔ اپنے اس سفر میں تجھ سے کوئی نفسانی غرض نہیں رکھتا۔ اگر تو دولت مند شہر ہے تو مجھے تیری دولت سے کچھ مطلب نہیں۔ اگر تو امیر ہے تو مجھے تیری امارت سے کوئی غرض نہیں۔ ہاں میں نے سنا ہے کہ تو ہوشیار ہے۔ اسی واسطے میں نے چاہا کہ تجھے خیر خواہی کی ایک بات سناؤں جس سے تجھے فائدہ ہو سو تو اس فقیر کی آواز سن جو اپنے لئے نہیں بلکہ تیرے لئے' تیرے شہر میں آکر صدا لگاتا ہے!"

تو سن اے ہوشیار پور! اور غفلت کی نیند سے جاگ! پر اگر تو نہیں سنتا تو میں تیرے در و دیوار کو اور تیری زمین و آسمان کو سناتا ہوں تاکہ اس بات کے گواہ ہوں کہ میں نے اپنی بات تجھ تک پہنچائی پر تو نے توجہ نہ دی میں نے جگایا پر تو نہ جاگا!"

یہ تھا وہ داعیانہ انداز حضرت مفتی صاحب کا جس سے آپ نے ہندوستان کے کونے کونے میں اپنے پیغام کی منادی کی۔ خواب غفلت میں پڑے ہوؤں کو جگایا اور محروموں کو آب حیات کے جام عطا فرمائے۔

1907ء کی بات ہے۔ حضرت بانی سلسلہ نے فرمایا کہ اب سلسلہ کا کام بڑھ رہا ہے اور اس بات کی ضرورت ہے کہ بعض نوجوان دور و نزدیک دعوت الی اللہ کے کام کے واسطے اپنی زندگیاں وقف کریں۔ حضرت مفتی صاحب جو ہمیشہ اس انتظار میں ہوتے تھے کہ خدمت کا کوئی موقع ہو اور وہ اس کو حاصل کریں۔ انہوں نے فوراً حضرت صاحب کی خدمت میں اپنے آپ کو پیش کرتے ہوئے عرض کیا کہ

"اگر اس لائق سمجھا جاؤں تو دنیا کے کسی حصہ میں بھیجا جاؤں"

حضرت صاحب نے اس پر اپنے قلم سے تحریر فرمایا "منظور" حضرت بانی سلسلہ کی عطا کردہ اس منظوری کے مطابق حضرت مفتی صاحب کو پہلے برطانیہ میں اور پھر امریکہ میں قریباً سات سال تک خدمت دین کی عظیم سعادت عطا ہوئی۔ ان دونوں عظیم ممالک میں آپ کو جس شان اور کامیابی سے دعوت الی اللہ کی توفیق ملی ان کی تفاصیل جماعتی اخبارات میں شائع شدہ ہے۔ ان کی تفاصیل میں جانا تو ممکن نہیں لیکن یہ بات پورے وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ سات سال کا یہ عرصہ حضرت مفتی صاحب کی زندگی کا ایک سنہری زمانہ تھا جس میں آپ نے دعوت الی اللہ کے میدان میں خوب جولانیاں دکھائیں اور حضرت بانی سلسلہ کے اس شعر کی زندہ تفسیر بن گئے کہ۔

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے آئے گا وہ انجام کار

1917ء میں اس سنہری دور کا آغاز ہوا جب آپ انگلستان کے لئے روانہ ہوئے۔ نہایت مخلصانہ اور فدائیانہ جذبہ سے آپ اس سفر پر روانہ ہوئے۔ ایک خط میں آپ نے لکھا کہ:

"میں نے اپنی طرف سے موت کی تیاری کر لی ہے۔ اگر میں الٰہی رضا کی خاطر قربان ہو جاؤں تو سمجھو کہ میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا۔"

واقعات گواہ ہیں کہ حضرت بانی سلسلہ کے عاشق صادق اور احمدیت کے اس شیدائی نے اپنے قول کو سچ کر دکھایا اور اپنی ساری خداداد پاک قوتیں اس راہ میں قربان کر دیں۔ حضرت مفتی صاحب کو دعوت الی اللہ کا ایک جنون تھا۔ یہ آپ کی روح کی غذا اور زندگی کا مقصد تھا۔ آپ کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہ دیتے۔ ہر جگہ اور ہر موقع پر دعوت الی اللہ کرتے لیکن دینی تعلیم کے عین مطابق بہت پر حکمت انداز میں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے وجاہت اور رعب عطا کیا تھا علم سے نوازا تھا اور ایک پر تاثیر انداز بیان عطا فرمایا تھا۔ صاحب کشف بزرگ تھے۔ ہمیشہ روبخدا رہتے۔ ہر کام کا اور بالخصوص دعوت الی اللہ کا آغاز دعا سے کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی دعوت الی اللہ دلوں پر نمایاں اثر کرتی۔ ہر جگہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دعوت الی اللہ کے شیریں اثمار عطا فرمائے۔ بمبئی سے جہاز روانہ ہوتے ہی حضرت مفتی صاحب کی دعوت الی اللہ کا آغاز ہو گیا۔ اور تین دن کے اندر اندر ایک انگریز نے احمدیت قبول کر لی۔ اور پھر یہ سلسلہ جاری رہا۔ سفر کے دوران ہی متعدد افراد نے جماعت میں شمولیت اختیار کی۔

ہر مخلص داعی الی اللہ کو اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنی تائید و نصرت کے نشانات سے نوازتا ہے۔ حضرت مفتی صاحب نے بھی ساری زندگی اس کے ایمان افروز نظارے دیکھے۔ اس سفر میں آپ کو ایک جگہ کچھ رقم کی ضرورت پیش آئی۔ کوئی دوست اور کوئی واقف نہ تھا۔ جس سے رقم ملنے کی توقع ہوتی۔ ہاں! ایک ہی تھا جو ہر داعی الی اللہ کا معین و مددگار ہوتا ہے۔ اس خدائے قادر نے ایسا انتظام کیا کہ جہاز ایک بندرگاہ پر رکا تو اچانک ایک احمدی دوست آپ سے ملنے آگئے اور واپس جاتے ہوئے کچھ رقم آپ کی جیب میں ڈال گئے۔ دیکھا تو بالکل اتنی رقم تھی جتنی آپ کو ضرورت تھی!

سفر کی ابتداء میں ہی اللہ تعالیٰ نے آپ کو خوشخبری کے طور پر نظارہ دکھا دیا تھا کہ آپ خیریت سے منزل پر پہنچ گئے ہیں۔ راستہ میں ایک موقعہ ایسا آیا کہ یہ خدشہ ظاہر کیا جانے لگا کہ یہ جہاز ڈوبنے والا ہے۔ جہاز میں کہرام پڑ گیا اور ہر طرف نفسا نفسی کا عالم دکھائی دینے لگا۔ چھوٹی کشتیوں کے بارہ میں جھگڑے ہونے لگے کہ جہاز کی غرقابی کی صورت میں کس کو جگہ مل سکتی ہے اور کس کو نہیں۔ ہر مسافر جان بچانے کی فکر میں تھا۔ ہاں ایک خدا کا بندہ 'احمدیت کا منادی۔ مفتی محمد صادق ایسا تھا جس کو کوئی غم نہ تھا۔ وہ لوگوں کو تسلیاں دیتا اور یقین دلاتا تھا کہ گھبراؤ نہیں میرے خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ جہاز جس میں بانی سلسلہ کا ایک غلام سوار ہے' ہرگز تباہ نہیں ہو گا۔ اس نے پورے اعتماد سے کشتی پر اپنی سیٹ بھی دوسروں کو پیش کر دی۔ اور بالآخر وہی ہوا جس کی خوشخبری آپ کو دی گئی تھی۔ جہاز خیریت سے منزل پر پہنچا۔ حضرت مفتی صاحب کو دعوت الی اللہ کا ایک عمدہ موقع مل گیا جس سے آپ نے بھرپور فائدہ اٹھایا۔

ایک کامیاب داعی الی اللہ کی خوبی یہ ہے کہ وہ ہر جگہ حکمت سے دعوت الی اللہ کی راہ نکالے اور اس کے ہر موقعہ سے بھرپور استفادہ کرے۔ یہ صفت حضرت مفتی صاحب میں بدرجہ کمال پائی جاتی تھی۔ انگلستان میں قیام کے دوران آپ نے ہر موقع پر دعوت الی اللہ کی راہ نکالی۔ بادشاہ معظم نے کسی جلوس کے موقعہ پر آپ کو توجہ سے دیکھا تو آپ نے اسے شکریہ کا خط لکھا اور دعوت الی اللہ کی راہ نکال لی۔ پارک میں تقریر کرتے ہوئے کسی واعظ نے سوالات کی دعوت دی تو مفتی صاحب نے بھی سوال کر دیا اور اس طرح دعوت الی اللہ کا موقع پیدا کر لیا۔ چرچ میں اجلاس کا سنا تو وہاں جا پہنچے اور لوگوں کو دین حق سے متعارف کروایا۔ الغرض آپ نے دعوت الی اللہ کا کوئی بھی موقعہ ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ آپ نے مناظرات بھی کئے اور تقاریر بھی۔ عوام کو بھی دعوت الی اللہ کی اور خواص کو بھی۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے سینکڑوں سعید فطرت لوگوں نے (احمدیت) قبول کرنے کی سعادت پائی۔

حضرت مفتی صاحب کا اگلا میدان جہاد امریکہ تھا۔ آپ 1920ء میں ایک بحری جہاز پر سوار ہو کر امریکہ کے لئے روانہ ہوئے۔ قبولیت دعا اور تائید الٰہی کا ایک عجیب واقعہ اس سفر میں رونما ہوا۔ ایک سخت سمندری طوفان نے جہاز کو آ گھیرا۔ طوفان اتنا شدید تھا کہ جہاز کی غرقابی کا خوف محسوس ہونے لگا۔ مسافروں کی چیخ و پکار سے ہر طرف شور قیامت برپا تھا۔ جہاز اور اس کے مسافر سمندر کی بپھری ہوئی موجوں کے رحم و کرم پر تھے۔ اس موقع پر حضرت بانی سلسلہ کے پہلوان حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے جو دعوت الی اللہ کے لئے پابرکاب تھے ایک عجیب جلالی انداز میں سمندر کو یوں مخاطب کیا۔

"اے سمندر! کیا تجھے معلوم نہیں کہ تجھ پر کون جا رہا ہے۔ یہ حضرت بانی سلسلہ کا ایک خادم ہے جو اپنے نفس کے لئے نہیں بلکہ خدا کے دین کی خدمت کے لئے جا رہا ہے۔ کیا تو مجھے دکھ دے گا حضرت مفتی صاحب خود بیان کرتے ہیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے پیار اور شفقت اور حضرت بانی سلسلہ کے ایک ادنیٰ غلام کی دعا کی قبولیت کا نظارہ خود اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ جونہی میں نے اپنی بات ختم کی جو دراصل اللہ تعالیٰ کے حضور ایک عاجزانہ التجا تھی' میں نے دیکھا کہ گویا آسمان سے فرشتے اترے ہیں اور انہوں نے اپنے ہاتھوں سے سمندر کی متلاطم موجوں کو ساکن کر دیا۔

امریکہ میں حضرت مفتی صاحب کا قیام ہر لحاظ سے ایک بھرپور قیام تھا مشکلات اور مخالفتوں کا بھی آپ کو سامنا کرنا پڑا اور اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اور قبولیت کے جلووں کی ضیاء بھی آپ کو قدم قدم پر عطا ہوئی۔ جہاز فلاڈلفیا پہنچا تو امریکی حکومت نے آپ کو امریکہ میں داخل ہونے سے روک دیا۔ بالآخر دو ماہ کے بعد بمشکل تمام آپ کو اجازت ملی لیکن اس پابندی کے عرصہ میں آپ کی آمد کی خوب تشہیر ہوئی اور آپ کی کوششوں کو فوراً پھل لگنے شروع ہو گئے۔ ابتداء میں آپ کو بے شمار مشکلات سے دوچار ہونا پڑا۔ لیکن آپ نے ہر مشکل کو خوش دلی سے قبول کیا اور خدا تعالیٰ سے اس کی جزاء پائی۔ ان ایام کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے لکھا۔

"قریباً ہر شب حضرت بانی سلسلہ یا حضرت امام جماعت اول یا امام ثانی سے ملاقات ہو جاتی ہے۔ دن بھر اجنبیوں میں ہوتا ہوں اور رات بھر اپنوں میں"۔

حضرت مفتی صادق صاحب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک مثالی داعی الی اللہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک بارعب شخصیت اور موثر انداز عطا فرمایا تھا۔ آپ امریکہ کی سڑکوں اور گلیوں میں پھرتے تو راہ چلتے مرد اور عورتیں آپ کی پرکشش شخصیت اور لباس سے متاثر ہو کر رک جاتے اور ایک دوسرے کو مخاطب ہو کر آپ کی طرف اشارہ کرتے۔

یہی بات حضرت مفتی صاحب کی دعوت الی اللہ کا نقطہ آغاز بن جاتی۔ آپ انہیں بتاتے کہ میں حضرت بانی سلسلہ کا ایک ادنیٰ خادم ہوں۔ آپ نے اخبارات میں مضامین' اشتہارات اور خطوط کے ذریعہ بھی دعوت الی اللہ کی اور انفرادی و اجتماعی رنگ میں بھی پیغام حق پہنچایا۔ بڑی کثرت سے جگہ جگہ دین حق کے بارہ میں تقاریر کیں۔ فلاڈلفیا' نیویارک اور شکاگو میں بطور خاص دینی مہمات جاری کیں۔ (۔) سن رائیز کے نام سے ایک انگریزی رسالہ جاری کیا اور شکاگو میں پہلی احمدیہ بیت الذکر تعمیر کرنے کی سعادت پائی۔ آپ کی خدمات کے اعتراف میں آپ کو ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگریاں دی گئیں۔ آپ کی امریکہ سے واپسی سے قبل آپ کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ چند سال قبل آپ کو ملک میں داخلہ کی اجازت سے انکار کیا گیا اور واپسی سے قبل اسی ملک کے اخبارات نے آپ کے بارہ میں تعریفی مضامین لکھے اور آپ کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔

داعی الی اللہ کا یہ بھی ایک بنیادی وصف ہے کہ وہ ہمیشہ عاجزی اور انکساری کے بلند مقام پر قائم رہتا ہے۔ کسی کامیابی کو اپنی طرف منسوب نہیں کرتا' نہ اپنے علم اور زور بازو کا نتیجہ قرار دیتا ہے۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب تحدیث نعمت کے طور پر' اللہ تعالیٰ کے فضل کے نتیجہ میں حاصل ہونے والی کامیابیوں کا تذکرہ ضرورت فرماتے لیکن ہمیشہ ایک ایمان والے کے انکسار کے ساتھ' امریکہ میں مذہبی لحاظ سے ایک تہلکہ برپا کرنے اور سینکڑوں افراد کو حلقہ بگوش احمدیت کرنے کے بعد جب آپ کا جہاز واپسی کے لئے روانہ ہونے لگا تو آپ نے امریکہ کی طرف دیکھا۔ بے اختیار آنکھیں پر آب ہو گئیں۔ اس لئے نہیں کہ آپ کو امریکہ رہنے کا شوق تھا یا اس کی جدائی شاق گزر رہی تھی۔ آخر ان آنسوؤں کا سبب کیا تھا۔ آپ فرماتے ہیں:

"اس لئے کہ جس خدمت پر مامور کیا گیا تھا اس کا حق مجھ سے پوری طرح ادا نہ ہو سکا میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں حق خدمت بجا نہ لا سکا"

قادیان واپس پہنچے تو جہاں کہیں آپ کی خدمات اور کامیابیوں کا تذکرہ ہوا آپ نے یہی فرمایا کہ لاریب خدا تعالیٰ نے خارق عادت رنگ میں کامیابیاں عطا فرمائی ہیں۔

"مگر یہ میرا کام نہیں بلکہ حضرت محمود کا کام ہے۔ یہ اسی کا عزم تھا جس نے مجھ سے یہ سب کچھ کرایا۔ یہ اس کا عزم' اس کی توجہ' اس کی دعائیں اور خدا تعالیٰ کا فضل جو اس پر نازل ہوا اور اس کے ذریعہ ہم پر بھی نازل ہوا' یہ سب کچھ اسی کا نتیجہ ہے"

مبارک زندگی وہی ہے جو خدمت دین سے معمور ہو۔ انسان کی سب سے بڑی سعادت یہی ہے کہ اس کی حیات مستعار کا ایک ایک لمحہ خدمت دین میں بسر ہو۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب اس لحاظ سے بہت ہی خوش نصیب انسان تھے کہ انہیں زندگی بھر مختلف حیثیتوں میں اور مختلف مقامات پر متنوع نوعیت کی خدمات بجا لانے کی توفیق اور سعادت نصیب ہوئی۔ حضرت بانی سلسلہ کی پاکیزہ صحبت سے فیضیاب ہوئے پیارے آقا کی آنکھوں کے سامنے شاندار خدمات سرانجام دے کر دلی دعائیں اور ماں سے بڑھ کر پیار حاصل کیا۔ ہندوستان کے کونے کونے دین حق کی منادی کرنے کے بعد برطانیہ اور امریکہ میں دعوت الی اللہ کی۔ واپس آکر دعوت الی اللہ اور تربیتی تقاریر کا ایک وسیع سلسلہ جاری کیا مختلف جماعتی عہدوں پر کام کرنے کی توفیق پائی۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کے پرائیویٹ سیکرٹری بھی رہے۔ یہ غیر معمولی سعادت بھی آپ کے نصیب میں آئی کہ آپ نے امام جماعت حضرت امام جماعت الثانی کے ایک نکاح کے موقعہ پر لڑکی والوں کی طرف سے وکالت کے فرائض سرانجام دیئے اور ایک دوسرے موقع پر نکاح کا اعلان کیا۔ تحریر کے میدان میں بھی تاریخی اور پائیدار خدمات کی توفیق ملی۔ آپ کی کتب' بیان کردہ روایات اور سلسلہ کے اخبارات میں شائع شدہ مضامین اور رپورٹیں تاریخ احمدیت کا ایک عظیم ماخذ ہیں۔ لسانی خدمت کے میدان میں اپ نے ایک امتیازی مقام پایا۔ اکناف عالم میں آپ کی تقاریر کی تعداد ہزاروں تک جا پہنچی جن کو سن کر سینکڑوں افراد نے احمدیت کے نور سے اپنے نہاں خانوں کو منور کیا۔ میدان مناظرہ میں بھی آپ کو نمایاں فتوحات نصیب ہوئیں۔ علمی اور تربیتی تقاریر کے ذریعہ بھی آپ نے غیر معمولی خدمت کی توفیق پائی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دلوں کو موہ لینے والا انداز خطابت عطا فرمایا تھا۔ آپ تقریر شروع کرتے تو مجمع ہمہ تن گوش ہو جاتا' خاص طور پر حضرت بانی سلسلہ کے ذکر کے موضوع پر آپ کی تقاریر ایک نرالی شان کی حامل ہوتیں۔ حضرت بانی سلسلہ کی سیرت کے واقعات کو اس محبت اور سادگی اور خوبصورتی سے بیان کرتے کہ گویا تصویر کھینچ کر رکھ دیتے اور سننے والے یوں محسوس کرتے کہ واقعی اس مجلس میں جا پہنچے ہیں۔

الغرض میں کس کس خوبی کا ذکر کروں اور کس کس خدمت کا تذکرہ کروں۔ وہ ایک خدا نما وجود تھا۔ حضرت بانی سلسلہ کا پروانہ تھا۔ دین کا شیدائی اور ایک مثالی داعی الی اللہ تھا۔ نہایت جلیل القدر عالم باعمل تھا۔ آسمان احمدیت کا درخشندہ ستارہ تھا!

آج کی مجلس میں آسمان احمدیت کے ایک روشن ستارے' حضرت بانی سلسلہ کے محب صادق' حضرت مفتی محمد صادق صاحب کے جو حالات بیان ہوئے ہیں۔ یہ اپنے اندر ایک عظیم دعوت عمل رکھتے ہیں۔ حضرت مفتی صاحب کی زندگی ایک تابندہ دعوت عمل ہے ہر احمدی نوجوان کے لئے کہ وہ بھی شمع امامت کے گرد اسی طرح محبت' عقیدت اور فدائیت سے گھومتا رہے جس کا شاندار نمونہ آپ کی زندگی میں نظر آتا ہے۔ آپ کی زندگی دنیا سے محبت کرنے والوں کے لئے درس نصیحت ہے کہ اس نوجوان سے سیکھو کہ کس طرح دین کو دنیا پر مقدم کرتے ہوئے اپنی جملہ صلاحیتیں راہ خدا میں وقف کی جاتی ہیں کس طرح وطنوں کو خیر آباد کہا جاتا ہے۔ کس طرح پیاروں کو الوداع کہا جاتا ہے اور کس طرح دنیاوی تعلقات کو تج کر سلوک کی منزلیں طے کی جاتی ہیں۔ حضرت مفتی صاحب کی زندگی میں ایک پاکیزہ نمونہ ہے ہر اس غافل کے لئے جو اس دنیا کے لئے تو دن رات سرگرداں نظر آتا ہے مگر اس دنیا کی بہتری سے غافل اور لاپرواہ' اسی دنیا کو مقصود بنائے بیٹھا ہے۔ اس نوجوان صالح سے سیکھو کہ کس طرح جوانی کے عالم میں عاقبت سنوارنے کے لئے جتن کئے جاتے ہیں۔

آج ہم جس تاریخی دور سے گزر رہے ہیں یہ دعوت الی اللہ کا دور ہے۔ یہ وقت ہے اس میدان میں سرگرمیاں دکھانے کا اور اپنی جھولیوں کو شیریں پھلوں سے بھرنے کا۔ حضرت مفتی صاحب کا نمونہ ایک داعی الی اللہ کے مشعل تابندہ ہے۔ تم اس داعی الی اللہ کو دیکھو اور اس کے شاندار نمونہ پر نگاہ ڈالو۔ جو جنون اس کو تھا وہ آج تم میں کیوں نہیں۔ جو سودا اس کے سر میں سمایا تھا وہی کیفیت آج تمہیں کیوں نصیب نہیں؟ دیکھو وہ کس سوز اور درد سے قریہ قریہ اور بستی بستی منادی کیا کرتا تھا۔ وہ اکیلا نکل کھڑا ہوتا' نہ ڈرتا' نہ کسی سے خوف کھاتا' خدا پر کامل توکل کے ساتھ دعوت الی اللہ کی ہر راہ کو اختیار کرتا۔ اس کی یہ ادائیں خدا کی رحمت کو کچھ اس طرح جذب کرتیں کہ جس ملک میں وہ اکیلا وارد ہوتا وہاں دیکھتے ہی دیکھتے سینکڑوں' ہزاروں عشاق احمدیت کی جماعت قائم ہو جاتی۔ آج کے اس دور فتوحات میں جماعت کو ایک نہیں' ہزاروں بلکہ لاکھوں مفتی محمد صادق صاحب جیسے جاں نثاروں کی ضرورت ہے۔ جو دعوت الی اللہ کی راہ میں سب کچھ قربان کر دیں اور دنیا میں روحانی انقلاب کے علمبردار اور نقیب بن جائیں۔ خدا کرے کہ ہمارے اسلاف کی نیک مثالیں ہمارے لئے مہمیز کا کام دیں۔ اور ایسی سعی مشکور کی توفیق ہمیں نصیب ہو کہ ہر ملک اور ہر دیار میں احمدیت کا بول بالا ہو اور آخرت میں رضوان یار کی لازوال جنت ہمیں عطا ہو۔

ملفوظات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام

کامل علم کا ذریعہ خدا تعالیٰ کا الہام ہے

اے عزیزو! اے پیارو! کوئی انسان خدا کے ارادوں میں اس سے لڑائی نہیں کر سکتا۔ یقیناً سمجھ لو کہ کامل علم کا ذریعہ خدائے تعالیٰ کا الہام ہے۔ جو خدائے تعالیٰ کے پاک نبیوں کو ملا۔ پھر بعد اس کے اس خدا نے جو دریائے فیض ہے یہ ہر گز نہ چاہا کہ آئندہ اس الہام کو مہر لگا دے۔ اور اس طرح پر دنیا کو تباہ کرے۔ بلکہ اس کے الہام اور مکالمے اور مخاطبے کے ہمیشہ دروازے کھلے ہیں۔ ہاں ان کو ان کی راہوں سے ڈھونڈو۔ تب وہ آسانی سے تمہیں ملیں گے۔

وہ زندگی کا پانی آسمان سے آیا اور اپنے مناسب مقام پر ٹھہرا۔ اب تمہیں کیا کرنا چاہیئے تا تم اس پانی کو پی سکو یہی کرنا چاہیئے کہ افتاں و خیزاں اس چشمہ تک پہنچو۔ پھر اپنا منہ اس چشمہ کے آگے رکھ دو تا اس زندگی کے پانی سے سیراب ہو جاؤ۔

انسان کی تمام سعادت اسی میں ہے۔ کہ جہاں روشنی کا پتہ لگے اسی طرف دوڑے اور جہاں اس گم گشتہ دوست کا نشان پیدا ہو اسی راہ کو اختیار کرے۔ دیکھتے ہو کہ ہمیشہ آسمان سے روشنی اترتی اور زمین پر پڑتی ہے اسی طرح ہدایت کا سچا نور آسمان سے ہی اترتا ہے۔ انسان کی اپنی ہی باتیں اور اپنی ہی اٹکلیں سچا گیان اس کو نہیں بخش سکتیں۔ کیا تم خدا کو بغیر خدا کی تجلی کے پا سکتے ہو؟ کیا تم بغیر اس آسمانی روشنی کے اندھیرے میں دیکھ سکتے ہو؟ اگر دیکھ سکتے ہو تو شاید اس جگہ بھی دیکھ لو مگر ہماری آنکھیں گو بینا ہوں تا ہم آسمانی روشنی کی محتاج ہیں۔ اور ہمارے کان گو شنوا ہوں تا ہم اس ہوا کے حاجتمند ہیں جو خدا کی طرف سے چلتی ہے۔ وہ خدا سچا خدا نہیں ہے جو خاموش ہے اور سارا مدار ہماری اٹکلوں پر ہے۔

بلکہ کامل اور زندہ خدا وہ ہے جو اپنے وجود کا آپ پتہ دیتا ہے اور اب بھی اس نے چاہا ہے کہ آپ اپنے وجود کا پتہ دیوے۔ آسمانی کھڑکیاں کھلنے کو ہیں۔ عنقریب صبح صادق ہونے والی ہے۔ مبارک وہ جو اٹھ بیٹھیں اور اب سچے خدا کو ڈھونڈیں۔ وہی خدا جس پر کوئی گردش اور مصیبت نہیں آتی۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ 129 - 130)

دو احمدی مستورات پر دن دہاڑے قاتلانہ حملہ

دونوں کو شدید زخمی حالت میں ہسپتال داخل کر دیا گیا

ایک گھناؤنی سازش کے تحت حملہ آور کے ساتھی نے ایک پر

توہین رسالت کا مقدمہ درج کرا دیا

[پریس ڈیسک]: مورخہ ۲۶ مارچ ۱۹۹۶ء کو محترمہ بشریٰ صدیقہ صاحبہ اہلیہ زیڈ۔ یو۔ تاثیر صاحب اور محترمہ سیمہ بخاری صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر سید عبدالحمید بخاری صاحب۔ جن کی عمریں بالترتیب ۶۰ اور ۶۵ سال ہیں طارق روڈ پر ایک ٹیلر ماسٹر محمد عارف نامی کی دکان سے، جہاں وہ گزشتہ ۱۵ سال سے کپڑے سلواتی رہی ہیں اپنے وہ کپڑے جو سلوانے کے لئے دئے ہوئے تھے لینے کے لئے گئیں۔ تقریباً پانچ بجے سہ پہر جب یہ خواتین ٹیلر ماسٹر کی دکان کے سامنے گاڑی سے اتریں تو محترمہ بشریٰ تاثیر صاحبہ تو ٹیلر ماسٹر کی دکان میں چلی گئیں جبکہ محترمہ سیمہ بخاری قریب ہی ایک دکان پر دھاگہ لینے کے لئے چلی گئیں۔

جونہی بشریٰ تاثیر صاحبہ دکان کے اندر گھسیں کسی گہری سازش اور منصوبے کے تحت اس بدبخت ٹیلر ماسٹر نے ان پر ٹوکے سے حملہ کر دیا اور پے در پے وار کر کے زمین پر گرا دیا۔ ان کے سر کے دائیں جانب ایک کاری ضرب لگی جس سے کھوپڑی کی ہڈی کٹ گئی اور اس سے مغز پر بھی دباؤ پڑا۔ انہیں خون میں لت پت چھوڑ کر ٹیلر ماسٹر اس دکان پر پہنچا جہاں مسز سیمہ بخاری دھاگہ خرید رہی تھیں اور ان پر بھی اندھا دھند وار کئے جس سے وہ نڈھال ہو کر وہ زمین پر گر پڑیں۔ لوگوں نے مجرم کو پکڑ لیا۔ زخمی خواتین کو آغا خان ہسپتال پہنچایا گیا جہاں محترمہ سیمہ بخاری کا تین گھنٹے کا آپریشن کیا گیا اور محترمہ بشریٰ صدیقہ کا ۵ گھنٹے تک آپریشن ہوتا رہا۔ گو دونوں مستورات ہوش میں آ گئی ہیں تاہم محترمہ بشریٰ صدیقہ کے بائیں دھڑ پر برا اثر پڑا ہے اور بائیں بازو اور بائیں ٹانگ میں حرکت نہیں ہے۔ یاد رہے محترمہ بشریٰ صدیقہ ماہنامہ مسرت ڈائجسٹ کی ایڈیٹر ہیں۔

بدبخت ٹیلر ماسٹر نے پولیس کے سامنے کئی بیانات بدلے ہیں اور جھوٹ گھڑا ہے کہ یہ خواتین ایسا کپڑا سلائی کے لئے لائی تھیں جن پر قرآنی آیات تحریر تھیں۔ کبھی اس نے کہا کہ اس نے خواب کی بنا پر ان عورتوں پر حملہ کیا ہے۔ چنانچہ پولیس کی طرف سے ایک بیان اخبار جنگ کی ۲۹ مارچ کی اشاعت میں شائع ہوا ہے، جس میں لکھا ہے:

"خواتین پر حملہ کرنے والا ٹیلر ماسٹر مسلسل بیان تبدیل کر رہا ہے۔ کپڑوں پر قرآنی آیات پرنٹ نہیں ہیں۔ اس بات کا انکشاف تھانہ فیروز آباد پولیس نے جمعرات کو جنگ سے بات چیت کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے بتایا کہ خواتین نے جو کپڑے سلائی کے لئے ماسٹر عارف کو دئے تھے انہیں تھانہ منگوا کر ایک درجن سے زائد افراد نے دیکھا ان پر کہیں بھی قرآنی آیات پرنٹ نہیں تھیں جبکہ خواتین کپڑے دس روز قبل ٹیلر ماسٹر کو سلائی کے لئے دے گئی تھیں اور بدھ کو وہ کپڑے واپس لینے کے لئے آئی تھیں جہاں ملزم نے ان پر ٹوکے کا وار کر کے شدید زخمی کر دیا۔ ملزم نے پولیس کو کئی بیان دئے اور ہر بیان ایک دوسرے سے مختلف تھا جبکہ ملزم عارف نے ایک بیان میں کہا کہ میں نے خواب دیکھا تھا کہ دو عمر رسیدہ خواتین آئیں گی جو فلاں رنگ کے کپڑے زیب تن کئے ہونگی اور یہ خواتین قرآنی آیات والا کپڑا سلائی کے لئے مجھے دیں گی اور اس کے بعد میں ان پر ٹوکے کا وار کر کے انہیں زخمی کر دوں گا جس سے مجھے ثواب ملے گا۔ اس لئے میں نے اپنے خواب کے مطابق ان پر حملہ کر دیا"۔

اب اس واقعہ کو ایک نیا رخ دیا گیا ہے۔ اخبار جنگ کراچی کی ۲ اپریل ۱۹۹۶ء کی اشاعت کے مطابق "فیروز آباد پولیس نے محمد ارشد کی رپورٹ پر مسماۃ بشریٰ تاثیر کے خلاف توہین رسالت کا مقدمہ درج کر کے تحقیقات شروع کر دی ہے۔ مدعی محمد ارشد نے جو چھ ماہ سے ٹیلر ماسٹر محمد عارف کے پاس درزی کا کام کرتا ہے۔ ۳۱ مارچ ۹۶ء کو رپورٹ درج کرائی کہ ۲۶ مارچ ۹۶ء کو شام ۵ بجے مسماۃ بشریٰ تاثیر دکان پر آئی اور عارف سے کپڑے مانگے تو عارف نے ان کے کپڑے کاؤنٹر پر رکھتے ہوئے اسے استعمال کرنے سے منع کیا کیونکہ اس پر اسماء مبارک لکھے ہوئے تھے جواب میں مذکورہ عورت نے انتہائی غلیظ زبان استعمال کی جس پر محمد عارف قریبی دکان پر گیا وہاں سے گوشت کاٹنے والا ٹوکہ لا کر بشریٰ کو وار کر کے زخمی کر دیا۔ یہ واقعہ دیکھ کر میں اور میرے دیگر ساتھی رپورٹ کرنے کے لئے تھانے پہنچ گئے۔ پولیس نے محمد ارشد کی رپورٹ پر بشریٰ تاثیر کے خلاف توہین رسالت کا مقدمہ درج کر لیا"۔

یاد رہے محمد ارشد واقعہ کے پانچ روز بعد تھانہ پہنچتا ہے اور توہین رسالت کا مقدمہ درج کراتا ہے۔

یہ خبریں بھی ملی ہیں کہ علماء نے اپنے ہتھکنڈے استعمال کرنے شروع کر دئے ہیں اور تھانہ پہنچ کر پولیس پر دباؤ ڈالنا شروع کر دیا تھا کہ عارف کے خلاف کوئی ایف آئی آر نہ کٹنے پائے لیکن متعلقہ پولیس آفیسر نے ٹیلر ماسٹر کے خلاف زیر دفعہ ۳۰۷ مقدمہ درج کر کے ایف آئی آر کاٹ دی ہے۔ یہ دفعہ ارادہ قتل پر لگائی جاتی ہے۔ ادھر ملاؤں نے ۲۷ مارچ کو ایک جلوس نکالا۔ ۲۸ مارچ کو اخبار نوائے وقت کے مطابق سنی تحریک کے رہنماملاں سلیم رضا نے عارف کی گرفتاری کو اسلام دشمنی قرار دیا ہے۔ اور اس کی فوری رہائی کا مطالبہ کیا ہے۔

احباب سے درخواست ہے کہ دونوں خواتین کی مکمل شفایابی کے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو دشمن کے شر سے محفوظ رکھے۔ کچھ عرصے سے ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ پاکستان میں ہر خبیث کے ہاتھوں میں احمدیوں پر مظالم کا لائیسنس تھمایا جا چکا ہے۔ اس لئے پاکستانی احمدیوں کے لئے خصوصی طور پر دعائیں جاری رکھیں۔

ربوہ میں جماعت احمدیہ کے دو عہدیداروں کے خلاف

پاکستان ڈے کے موقع پر

ریلیاں نکالنے کی وجہ سے مقدمہ دائر کر دیا گیا

مقدمہ اسسٹنٹ کمشنر پولیس کے حکم سے درج کیا گیا

[پریس ڈیسک]: پاکستان سے آمدہ اطلاع کے مطابق تھانہ ربوہ میں مکرم مدثر احمد صاحب ناظم اطفال اور مکرم بشیر احمد صاحب صدر محلہ دارالصدر ربوہ کے خلاف ۲۳ مارچ ۱۹۹۶ء کی تقریبات کے سلسلہ میں ریلیاں (Rallies) نکالنے پر زیر دفعہ ۱۸۸ اور ۲۹۸/سی ایک مقدمہ درج کیا گیا ہے۔ یہ مقدمہ پولیس کی ڈائری پر ہوا اور اسسٹنٹ کمشنر چنیوٹ کے حکم سے درج کیا گیا۔ ایف آئی آر کے مطابق ہیڈ کانسٹیبل محمد افضل متعینہ ربوہ نے اپنی ڈائری میں لکھا:

"مورخہ ۲۳ مارچ ۱۹۹۶ء کو بوقت ۸/۷ بجے صبح حسب ہدایت مدثر احمد صدر اطفال الاحمدیہ تمام محلہ جات میں ریلیاں منعقد کی گئیں۔ جبکہ ایک بڑی ریلی تعدادی تقریباً ۱۵۰ / ۲۰۰ قادیانی نوجوان و بچے زیر قیادت بشیر احمد صدر محلہ دارالصدر مختلف بازاروں سے ہوتے ہوئے عبادت گاہ محمود کے سامنے اختتام پذیر ہوئی۔ ان نے کتبے اٹھا رکھے تھے:

(۱) علم بڑی دولت ہے۔
(۲) لوگ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔
(۳) تیری عاجزانہ دعائیں اسے پسند ہیں۔

علماء کرام ربوہ کا موقف ہے کہ قادیانیوں نے ۲۳ مارچ کے سلسلہ میں ریلیاں نہیں نکالیں بلکہ ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء میں مرزا غلام احمد قادیانی کی جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا تھا اس لئے قادیانی نوجوانوں نے حسب ہدایت اپنے قائد اس کی یاد میں ربوہ میں ریلیاں منعقد کی گئی ہیں۔ اگر یوم پاکستان کے سلسلہ میں منعقد کرتے تو یہ مذہبی کتبے نہ اٹھاتے"۔

چنانچہ اس رپورٹ پر اسسٹنٹ کمشنر چنیوٹ نے اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس چنیوٹ کو خط لکھا:

Subject procession taken out by Ahmadis at Rabwah on 23 March 96. Memorandum: please find enclosed a diary prepared by Muhammad Afzal H.C.No: 1145 Police Post Rabwah and also the speech of Maulana Manzoor Ahmad Chinoti dated 29.3.96. You are therefore requested to take legal necessary action. If any breach of law has accured and violation of section 144 CRPC has been made.

چنانچہ اس حکم کی بنا پر اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس چنیوٹ نے انچارج تھانہ ربوہ کو مقدمہ درج کرنے کا حکم دیا جس نے مورخہ ۲ اپریل ۱۹۹۶ء کو مکرم مدثر احمد صاحب اور مکرم بشیر احمد صاحب کے خلاف زیر دفعہ ۱۸۸ اور ۲۹۸/سی مقدمہ درج کیا۔

یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے چیئرمین، نائب صدر، اور جنرل سیکرٹری (مولوی منظور چنیوٹی) نے مطالبہ کیا ہے کہ ایف آئی آر میں جماعت احمدیہ کے قائم مقام امیر صاحبزادہ مرزا منصور احمد اور ناظم عمومی کرنل ایاز کا نام بھی شامل کیا جائے اور ملزمان پر دفعہ ۲۹۵ لاگو کی جائے اور ملزمان کو گرفتار کر کے مقدمہ چلا کر سزا کا فیصلہ کر کے سزا دی جائے۔